فاروق اعظم

از کاظم

مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ

واللہ اعلم

حضرت فاروق اعظم۔ آپ کا نام نامی عمر۔ اسم گرامی حضرت عمر۔ کنیت ابو الحفص۔ ابن خطاب
بھی خطاب ہے۔ خلافت پر فائز ہوئے تو امیر المومنین اور خلیفہ ثانی کہلائے۔ پہلے یہود پھر
ملاحظہ ہو صفحہ ۶۴ مسلمانوں نے فاروق کہا۔ اب امتیازاً تمام اسلام میں فاروق اعظم ہیں۔
نسب۔ یہ خطاب ابن نفیل کے فرزند ہیں۔ اور قریش سے چودھویں پشت میں
دیکھئے شجرہ ان کا شمار ہے انکی والدہ ماجدہ عنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ تھیں۔ جنکی قریش سے تیرھویں
پیڑھی گنی جاتی ہے۔ حضرت عمر اصل نسل کے داد ہالی اور ننہالی قریش ہیں۔ قریش حضرت
ابراہیم پیغمبر سے تیئیسویں ۲۳ پشت میں تھے۔ جو حضرت عیسیٰ سے صدیوں پہلے گذرے ہیں۔
حضرت ابراہیم کا وطن بابل تھا۔ اور نمرود بادشاہ کا دور حکومت تھا کہ حضرت ابراہیم نمرودی
شدائد سے ہجرت فرماکر پہلے حرا۔ پھر مصر۔ پھر شام۔ بعدہ حجاز میں آئے۔ اور مکہ پہونچکر
ڈیرے ڈالدیئے۔ انکے دو فرزند تھے۔ بڑے اسمٰعیل۔ چھوٹے اسحاق۔ حضرت اسمٰعیل کو
تیرہواں سال تھا۔ کہ نبوت کا شرف ملا۔ اور قبائل یمن اور عمالقہ یعنی اولاد سام بن نوح کی
ہدایت پر مامور ہوئے۔ اسوقت حضرت ابراہیم کا سن مبارک سو برس کا ہوچکا تھا۔ باپ

بٹیوں نے جان جوکھوں سے اظہار توحید کے لئے مکہ میں بیت اللہ کی نبیاد ڈالی۔ اور کعبہ تعمیر کیا۔
وقتی ضرورتوں سے اسحاق شام میں جا بسے۔ حضرت اسمٰعیل حجاز میں رہے۔ اونکی اولاد ایک کے
بعد دوسری خدام کعبہ ہوتی رہی۔ زمانہ گذرنے کے پر قبلیہ جرہم نے قبضہ کرلیا۔ مدتوں بعد اون سے
بنی خزاعہ نے ہتھیا لیا۔ انقلاب زمانہ سے پھر بنی اسمٰعیل کا دور دورہ ہوگیا۔ اور خانہ کعبہ پر تسلط
پایا۔ اسی نسل اسمٰعیلی کے سلسلہ میں فہر بن مالک بن قریش ایک نامور اور نمودار حکمراں ہوے۔
یمن کے بادشاہ حسان بن کلال حمیری نے حسد سے خانہ کعبہ کو ڈھا تا اور یمن میں منتقل کرنا چاہا۔
بہت سے قبیلوں کو ساتھ لیکر مکہ پر چڑھ آیا۔ فہر نے قبائل کنانہ اور بنی اسد اور خزیمہ اور جذام کو
مجتمع کرکے مقابلہ کیا۔ اور فاش شکست دی۔

فہر کے پروتے کعب کے چار فرزند تھے۔ مرہ۔ کلاب۔ حصیص عدی۔

دیکھئے شجرہ — مرہ کی اولاد سے ساتویں پشت میں محمد رسول اللہ ہیں۔ کلاب سے ساتویں پشت میں سعد بن وقاص صحابی رسول ہیں
حصیص سے چھٹی پشت میں حضرت عمر عاصؓ وزیر معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ عدی سے آٹھویں پشت میں حضرت
فاروق اعظم عمر ابن الخطاب جو اس کتاب کے ہیرو (صدر) ہیں۔

پیدائیش۔ سنہ عیسوی ۵۸۲ تھا کہ حضرت عمر مکہ میں پیدا ہوے۔ لکھا ہے کہ پیدائیش کے
روز والدین نے دہوم دھامی خوشی منائی تھی۔ کچھ بڑے ہوے تو مکہ سے کچھ دو صحرائے ضجنان میں
اپنے قومی شعار اونٹ چرانے پر باپنے تعنات کیا۔ انکا خود بیان ہے کہ میں نمدے کا کرتا پہنے
ملاحظہ ہو صفحہ ۶۴ دن بھر اونٹ چرایا کرتا۔ والد بہت تند مزاج تھے۔ ذرا بے خبر پاتے تو اچھی طرح خبر لیتے۔ یا
اونٹ چراتے چراتے تھک کر کہیں دم لیتا۔ اور وہ دیکھ پاتے تو خوب ہی ٹھیک بناتے۔ سن تمیز کو
پہونچے تو صناع قدرت نے قامت مبارک کو موزونیت سے کچھ اونچا کردیا۔ اور بڑھے تو عرب کے
مروجہ اور شریفانہ مشاغل پر توجہ فرمائی۔ اوسوقت عرب میں شجاعت۔ زبان آوری نسب دانی

اور تجارت کے بڑے چرچے تھے۔

تحصیل علوم مروجہ۔ شجاعت کے لئے پہلوانی اور فنون سپہ گری اپنی سوسائٹی میں سیکھی۔ زبان آوری کے لئے جب ضرورتیں لاحق ہوئیں تو خود ہی کچھ لکھ پڑھ لیا۔ نسب دانی کا فن موروثی تھا جس کو باپ سے حاصل کیا۔ تجارت کا تجربہ بسیار سفر اور ذریعہ معاش سلنے بتایا۔ عقل قدرت سے ودیعت ہوئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کشتی کے فن میں کامل تھے۔ اور عکاظہ کے دنگل میں ہو کر آ کر کشتیاں لڑا کرتے۔ شہسوار بے بدل تھے۔ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہو جاتے۔ اور جم کر بیٹھتے۔ بھاگ دوڑ میں سب کے آگے تیر اندازی میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ نیزہ بازی میں ید طولیٰ تھا

عکاظہ۔ جبل عرفات کے پاس مشہور مقام ہے۔ جہاں ہر سال عرب کے اہل فن کا میلہ ہوا کرتا تھا۔ سپہ گری۔ پہلوانی۔ شاعری۔ سب طرح کی معلومات کے اکھاڑے جمع ہوتے تھے۔ اور اپنے اپنے کمال دکھاتے تھے۔ حضرت عمر بھی سال بہ سال کمالات دیکھنے اور دکھانے جایا کرتے تھے۔ زبان آوری میں مشتاق تھے۔ آنحضرت کے حضور مشورے کے مجالس میں انکی آرا سے اور اپنے دور خلافت میں بلیغ خطبوں سے کمالات کے جوہر دکھائے ہیں۔ گو شعر نہیں کہتے تھے۔ مگر مذاق شاعری بے حد تھا۔ انتہا کے سخن فہم تھے۔ نکتہ سنجوں سے اپنی مجلس کو گرما گرم رکھتے۔ شعرا کے چیدہ اشعار ازبر تھے۔ معاملہ فہمی میں ملکہ تھا۔ ادائے مطالب پر قادر تھے یہاں تک کہ قریش کیجانب سے اہم معاملات میں اجداد کی طرح سفارت کا منصب انکو دیا جاتا تھا۔ حسن تقریر۔ وسعت نظر۔ پیش دستی بینی۔ حصول مقصود جو اس منصب عالی کے لوازمات ہیں۔ ان میں انکو کمال حاصل تھا۔ تجارت میں بھی کافی مہارت تھی۔ بے مثل مرتبہ داں اور مردم شناس تھے۔ ملک عرب میں صدہا دولتمندوں پر بادشاہوں اور ممتاز حکام کے روبرو ایسی لطافت سے سخن آرا ہونے کہ اپنا من مانا کام نکال لاتے۔ یہی وجہ تھے کہ تمام قبائل عرب کے نکو شناس

ہوگئے تھے۔ صحرائی عرب بھی آؤ بھگت کرتے تھے۔

اخلاق۔ ذرا مزاج کے خشک تھے۔ مزاح کو ناپسند کرتے تھے۔ زمانہ خلافت میں طبیعت کے خود دار اور متین ہوگئے تھے۔ خوش طبعی گوارہ نہ تھی۔ رائے کے سخت تھے۔ درگذر کم تھی۔ مغلوب الغیض تھے۔ مگر موقع محل سے تحمل بھی تھا۔ قاعدے کے پابند تھے۔ لیکن مصلحت کے تابع اور اصلاح پسند تھے۔

سنہ ۶۱۰ء میں جب رسول اللہ نے اظہار رسالت فرمایا۔ اور وحی کا اعلان ہوا تو حضرت عمرؓ کا سن مبارک ۲۸ برس کا ہوچکا تھا۔ آپ کی چھوٹی بہن فاطمہ بنت خطاب اور آپکے بہنوئی سعید بن زید آپکے عزیز نعیم بن عبداللہؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ اور آپ کی لونڈی لبینہ بھی مسلمان ہوگئی آپ خبر پاگئے تو لبینہ پر روزانہ گوبہ کاری کرتے رہے۔ جب وہ کسی طرح اسلام سے روگرداں نہوئی تو ایک دن غصہ میں آ۔ تلوار اوٹھا۔ آنحضرت کے قتل کے ارادے گھر سے نکلے۔ راہ میں اتفاقیہ نعیم بن عبداللہ مل گئے انکو غضبناک اور تلوار بکف دیکھا تو پوچھا خیر تو ہے۔ کہاں چیلے۔ فرمایا آج قصہ پاک کئے آتا ہوں۔ محمدؐ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔ نعیم بولے پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ خود تمھارے بہن بہنوئی اسلام لائے بیٹھے ہیں۔ ذرا انکی مزاج پرسی کرآؤ۔ حضرت عمر پلٹ پڑے اور بہن کے گھر پہونچے۔ دروازے پر ٹھہر کر سن گن لی۔ بہن کو قرآن کی آیتیں پڑہتے سنا جھنجھلا کر گھر میں گھسے۔ بہن انکی آہٹ پاکر خاموش ہوگئیں۔ فرمایا چپ کیوں ہوگئیں۔ میں سب سن چکا تھا۔ تم لوگ مرتد ہوگئے ہو۔ یہ کہہ کر بہن کو مارنے لگے بہنوئی بچانے اوٹھے۔ تو اون سے بھی ہاتھا پائی ہوئی۔ اوسی تاؤ میں کاشانۂ رسالت پر پہونچے۔ دروازہ بند تھا۔ دق الباب کیا۔ حضرت حمزہ دروازہ کھولنے آئے۔ اون کا اسلامی تقدس۔ اور شجاعانہ چہرہ۔ جنگ جونید دیکھے۔ شوکت ایمانیہ کا رعب دل پر چھا گیا۔ آنحضرت نے بڑھکر معانقہ میں محبت سے ایسا بھیچا

کہ کفر کا زور ڈھیلا پڑ گیا ۔ اور اسلام سمانے لگا ۔ بے ساختہ کلمۂ طیبہ جو مدتوں سے کانوں میں پڑا تھا زبان سے نکل آیا ۔ حاضرین صحابہ نے جوشِ مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا ۔ دنیا بھر کی خوبیاں تو پہلے ہی سے موجود تھیں ۔ اب دین کی دولت سے بھی مالا مال ہو گئے ۔

جماعت کی کرامت سے تقویت ہو چلی تو رسول اللہ نے علانیہ اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی ۔ مشرکین کی عداوت بڑھتی گئی ۔ قبیلۂ قریش کی طبیعتیں بگڑتی گئیں ۔ مگر حضرت ابوطالب کی حیات تک کچھ بنا نہ سکے ۔ سنہ ۶۲۰ء میں حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت کی جان کے خواہاں ہوئے ۔ اور اسلام لانے والوں کو بے حد تکلیفیں پہونچائیں ۔ جو لوگ حمایتی سینہ نہ رکھتے تھے اونکو رسول اللہ نے حبشہ چلے جانیکا حکم دیدیا ۔ معمول کے موافق باشندگان مدینہ حج کرنے مکہ آئے ۔ اون میں سے اکثر آنحضرت سے مل کر ایمان لے آئے ۔ اور مدینہ واپس جا کر شرفِ خدمت کے چرچے کئے ۔ تمام مدینہ میں اوسکی شہرت ہو گئی ۔ اہل مدینہ لقائے احمدی کے مشتاق ہوئے نصرت پر کمر باندھی ۔ اور مدینہ میں مہمانی کی دعوت دی ۔ آنحضرت نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کر جانے کی اجازت دی ۔ حضرت عمر بھی ۲۰ ساتھیوں سمیت مدینہ ہجرت کر آئے ۔ اور حوالی مدینہ موضع عوالی میں جسے قبا بھی کہتے ہیں قیام کیا ۔

مکہ میں آنحضرت کے ساتھ صرف حضرات علی اور ابوبکر رہ گئے ۔ آنحضرت نے ادائے امانت اور ایفائے وصایا کیلئے حضرت علی کو اپنی جگہ چھوڑا ۔ اور حضرت ابوبکر کو ہمراہ لیکر مدینہ ہجرت فرما ہوئے ۔

۹ ربیع الاول سنہ ۶۲۰ء کو مدینہ پہونچے تو مہاجرین اور اہل مدینہ نے بڑے جوش مسرت سے خیر مقدم کیا ۔ اسی سال سے حضرت علی کی رائے کے موافق سنہ ہجری کی بنیاد پڑی ۔ آنحضرت نے بھی مدینہ پہونچکر قبا میں قیام کیا ۔ سب سے پہلے مہاجرین کی بود و باش کا انتظام فرمایا ۔ پھر حفظ مراتب کے لحاظ سے مہاجرین

اور عمائد مدینہ سے دینی بھائی چارہ کرایا۔ اور ان کا نام انصار رکھا۔ قبیلہ بنی سالم کے رکن اعظم عتبان بن مالک کو حضرت فاروق اعظم کا اسلامی بھائی بنایا۔ حضرت علی اور متعلقین کے آملنے پر آنحضرت قیام کی غرض سے آبادئ مدینہ میں تشریف لے گئے۔ مگر حضرت عمر کا قیام قبا میں رہا۔ یہ معمول تھا کہ ایک دن درمیان حضرت عمر مدینہ جاتے اور تمام دن آنحضرت کے حضور میں حاضر رہتے۔ دوسرے دن انکے دینی بھائی عتبان باریاب خدمت ہوتے اور جو کچھ حکم احکام پاتے وہ حضرت عمر کو پہونچاتے۔ پہلے سال آنحضرت مدینہ کے انتظام میں مشغول رہے جب اطمینان ہوگیا۔ تو مکہ کے ایذا رسانوں کی گوشمالی پر توجہ فرما ہوئے۔ ابوسفیان اسباب تجارت سے مالامال شام سے مکہ آرہے تھے۔ مسلمانوں کے ارادے کی سن گن پاگئے۔ فوراً قریش مکہ کو اطلاع دی۔ خبر پہونچنے کی دیر تھی۔ سارا مکہ اُمنڈ آیا۔ آنحضرت بھی ۸۳ مہاجر اور ۲۳۰ انصار سے آگے بڑھے۔ تجارتی گروہ تو نکل گیا۔ حمایتی مجمع سے ۸ر رمضان کو چاہ بدر پر مڈبھیڑ ہوگئی۔ حضرت عمر کے ماموں ابن ہشام مشرکین میں شریک تھے۔ خود تو بزرگ داشت فرمائی مگر انکے جرگے کے ۱۲ آدمی جنگ میں شریک تھے انکا غلام مہجع اس معرکہ میں کام آیا۔ آنحضرت کے چچازاد بھائی عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کا پیر کٹ گیا۔ وہ شہید ہوگئے۔ ۱۴ مسلمان کام آئے۔ حضرت علی و حمزہ نے مشرکین کو شکست دی۔ ۱۲ مشاہیر قریش علی کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ ابوجہل مارے گئے۔ ابولہب خود مرگئے۔ ۷۰ مشرک کھیت رہے۔ ۷۰ گرفتار ہوکر آئے۔ جس میں آنحضرت کے چچا عباس اور حضرت علی کے بھائی عقیل بھی تھے۔ گرفتاروں کے باب میں آنحضرت کے حضور بحث پیش ہوئی۔ کہ قیدیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے صلاح دی کہ یہ اپنے بھائی بند ہیں فدیہ لیکر چھوڑ دئے جائیں۔ حضرت عمر نے اپنی رائے پر زور دیا کہ دین کے معاملہ میں قرابت کا کیا لحاظ۔ ہر ایک مہاجر اپنے عزیز کو خود قتل

کرڈالے - علی عقیل کا سر اُڑا دیں - حمزہ عباس کی گردن ماریں - میرا جو عزیز ہوگا اسکو میں قتل کر ڈالوں گا - آنحضرت نے باقتضائے ترحم اور عاقبت اندیشی حضرت ابوبکر کی رائے کو ترجیح دی - اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا - اون میں اکثر مسلمان ہوگئے -

بدر کی شکست سے قریش کا زور ٹوٹا - مگر بنی اُمیہ میں حضرات علی و حمزہ سے عناد کی جڑ مضبوط ہوگئی - اور انتقام کا جوش بڑھ گیا - ابوسفیان نے عہد کیا کہ جب تک بدر کا بدلہ نہ لے لوں گا - حریم راحت پر پیر نہ رکھوں گا - اونکی بی بی ہندہ جگر خوارہ کو بھی کسی کروٹ چین نہ تھا - کیونکہ ان کا بھائی ولید - ان کا بیٹا حنظلہ - انکے بزرگوار عتبہ علی کے ہاتھ سے مارے گئے تھے - شیبہ کو حمزہ نے قتل کیا تھا - ابوجہل مارے گئے - تو عکرمہ بن ابوجہل نے سرداران قریش کو اُبھار کر ساتھ لیا - اور ابوسفیان کے پاس آکر کہا - اگر تم جنگ کے مصارف برداشت کرلو تو ہم بدر کا انتقام لیں - ابوسفیان نے منظور کرلیا - حملہ کی تیاریاں ہوئیں - تہامہ اور کنانہ کے قبائل ساتھ ہوے - تین ہزار حمایتی جمع ہوگئے - ابوسفیان سب کے سپہ سالار بنے - بڑی شان و شوکت اور سرو سامان کے ساتھ مکہ سے باہر آئے - مدینہ کے قریب پہونچکر پڑاؤ ڈالا - آنحضرت بھی ایک ہزار جوان سے تیار ہوے - مگر آنحضرت کا منشار اور عبداللہ ابی کی رائے تھی کہ مدینہ میں ٹھہر کر اون کا حملہ روکا جائے - دیگر صحابہ نے باہر نکل کر لڑنا پسند کیا - رائے کے اختلاف پر عبداللہ ابی روٹھ کر تین سو ساتھیوں سمیت علیحدہ ہوگئے - مجبوراً سات سو کی جماعت لیکر آنحضرت مدینہ سے باہر نکلے - ۳ میل پر کوہ احد کے دامن میں دونو فوجیں مقابل ہوئیں - فوج اسلام کی پشت پر پہاڑ کی گھاٹی تھی - آنحضرت نے پچاس قدر اندازوں سے عبداللہ جبیر کو تعینات کیا کہ گھاٹی سے غافل نہونا - بقیہ لشکر سے صف آرا ہوے - ۷ شوال کو لڑائی چھڑ گئی - پہلے حضرت زبیر بڑھے

اور قریش کے میمنہ کو توڑ دیا۔ پھر حضرات ابو دجانہ اور حمزہ اور علی نے قلب لشکر میں گھسکر
صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ علی نے تمام علمدار ختم کر دئے۔ قبیلے بے سردار ہوے۔ قریش
بھاگ نکلے۔ فوج اسلام مال غنیمت سمیٹنے لگی۔ گھاٹی کے تیر انداز سمجھے کہ معرکہ ختم ہو گیا۔
گھاٹی کو چھوڑ لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ جبیر غل مچایا کئے کہ ہاں ہاں خبردار۔ گھاٹی سے ہوشیار
یہ مقام مخدوش ہے قدم نہ ہٹانا۔ مگر غنیمت کے لالچ میں کون سنتا ہے۔ کسی نے نہ مانا تیر اندازوں کا
ہٹنا تھا کہ خالد ابن ولید نے میمنہ کی بھاگی ہوئی سپاہ کو سمیٹ کر اوسی گھاٹی کی راہ عقب سے
دھاوا کر دیا۔ جبیر اور اون کے چند ہمراہی سد راہ ہوے سب کے سب شہید ہو گئے ادھر مسلمان
ہتھیار رکھ کر لوٹ کی طمع میں بے ترتیب ہو چکے تھے۔ اچانک حملہ سے حواس باختہ ہو کر آنحضرت
کو چھوڑ کر بے تکان بھاگے۔ حضرت عثمان نے بہت دور جا کر دم لیا۔ حضرت عمر سراسیمہ ہو کر دیکھئے صفحہ ۶۴ و ۶۵
پہاڑ پر چڑھ گئے۔ سر جھکائے بیٹھے تھے کہ انس اودھر سے گذرے پوچھا آنحضرت کی کیا خبر ہے
حضرت عمر نے فرمایا شاید شہید ہو گئے۔ انس نے کہا پھر جی کر کیا کرو گے۔ آؤ لڑ مریں۔ کہکر
حملہ کیا۔ اور ۷۰ زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ آنحضرت لڑتے لڑتے ایک نشیب میں گر گئے۔ عتبہ
بن ابی وقاص نے پتھر سے زخمی کیا۔ سباع بن عبد العزیٰ حضرت عمر کے چچا سے حضرت
حمزہ لڑ رہے تھے کہ وحشی جبیر بن مطعم کے غلام نے کمین گاہ سے اچانک نیزہ کا وار کیا۔ اور
شہید کر ڈالا۔ حضرت علی اپنے ہمراہیوں سمیت آنحضرت کو حلقہ میں لئے لڑتے رہے سخت مجروح
ہو کر کئی مرتبہ گرے۔ پھر اٹھے پھر لڑے (اوسی دن سے یہ مقولہ غیبی (لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
زبان زد خاص و عام ہے) یہاں تک کہ منتشر مسلمان سمٹ آئے۔ اور جم کر جنگ ہوئی۔
ابو سفیان کے پیر اکھڑ گئے۔ اور ڈیرہ خیمہ اوٹھا کر مکہ کی جانب چلتے نظر آئے۔ حضرت علی نے
آنحضرت کے حکم سے احتیاطاً مدینہ کے راستہ تک اون کا تعاقب کیا۔ جنگ کا خاتمہ ہو گیا تو

دیکھئے صفحہ ۲۶

حضرت ابوبکر بھی آن ملے - حضرت عمر بھی پہاڑ سے اوتر آئے - حضرت عثمان بھی دو تین روز بعد حاضر خدمت ہوگئے - حضرت حمزہ اور علی کی تلوار سے علم داران قریش اتنے کٹے کہ بقیۃ السیف میں اب ابوسفیان نمودار قریش بن گئے - جنگ احد میں حضرت حمزہ کی شہادت سے بنی امیہ کا دل ٹھنڈا ہوگیا - مگر علی کیجانب سے آتش عناد اور بھڑک اوٹھی - حضرت عمر نے مدینہ پہونچکر اپنی بیوہ بیٹی حفصہ کا نکاح آنحضرت سے کر دیا - اونکے شوہر اول خنیس بن حذافہ مرچکے تھے - حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے نکاح کی درخواست کی وہ خاموش رہے - حضرت عثمان سے خواہش کی وہ بھی چپ ہوگئے - آنحضرت سے استدعا کی آپنے قبول فرمالیا - آنحضرت مکہ سے ہجرت فرماکر جب مدینہ تشریف لائے تھے تو ملکی انتظام کے سلسلہ میں یہودان مدینہ سے عہد لیا تھا کہ مسلمانوں کی مدد کریں گے - اور اونکے خلاف سازش نہ کریں گے - جب آنحضرت بدر سے کامیاب پھرے تو یہودیوں کو اندیشہ ہوا کہ مسلمان روز بروز زور پکڑتے جاتے ہیں کہیں برابر کے حریف نہ بن جائیں - خود چھیڑ نکالی کہ قریش فن جنگ سے ناواقف تھے ہم سے ہوئی تو کیفیت آتی - نوبت بانیجا رسید کہ معاہدہ توڑ ڈالا - اور معاندین سے سازش شروع کردی - آنحضرت نے چڑھائی کرکے اونکو مدینہ سے نکال باہر کر دیا - یہ لوگ خیبر میں جاکر آباد ہوئے وہاں حکومت قائم کرلی - اور آنحضرت سے انتقام لینے کی تیاریاں کیں - مکہ پہونچکر قبائل عرب کو ہموار کیا - قریش سے سازش کی - تھوڑے عرصہ میں دس ہزار فوج جمع کرلی -

شوال سنہ ۵ ہجری میں ابوسفیان کو سپہ سالار بناکر اس جم غفیر نے مدینہ کا رخ کیا - آنحضرت بھی تیار ہوکر مدینہ سے نکلے - اور سلع کی پہاڑی کے قریب فوج کا پڑاو ڈالا - فوج مخالف کا انبوہ دیکھکر بے وقت حملہ سے بچنے کیلئے سلمان فارسی کی صلاح سے لشکر کے گرد خندق کھدوائی دشمن نے حملہ کی راہیں مسدود پائیں تو فوج کو چاروں طرف پھیلاکر خندق کا محاصرہ کرلیا -

ایک مہینہ تک مسلمان محاصرہ میں گھرے رہے۔ ایک دن عمر ابن ود خندق سے گھوڑا اچھلا کر آنحضرت کے خیمہ کے پاس آکر مبارز طلب ہوا۔ ہموداران اسلام کو نام بنام للکارا۔ دیر تک لاف زنی کی۔ تفاخر سے نبکارتا رہا۔ سردار اوسکی دہشت سے چپ چاپ سناٹے میں خیمہ کے اندر گھسے بیٹھے رہے۔ کوئی نہ نکلا۔ حضرت علی نے کھڑے ہوکر آنحضرت کے حضور ادب سے سر جھکا دیا۔ ہاتھ جوڑکر مقابلہ کی اجازت مانگی۔ آنحضرت نے جھڑک دیا کہ بیٹھو تم نہیں جانتے کہ یہ ابن ود ہے دیگر حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہے کوئی جو اس دشمن کو میرے سامنے سے دفع کرے حضرت عمر نے عرض کی۔ بھلا کسکی شامت ہے جو اس دیو پیکر بلائے بے درماں کے مقابل ہو۔ ابھی شام کے سفر کا واقعہ ہے کہ ہم یلیل کے مقام پر پہاڑ کے دامن میں شب باش تھے ایک ہزار قزاق ہمارے قافلہ پر ٹوٹ پڑا۔ تمام اساسہ قافلہ والوں کا لوٹ لیا۔ سامان غنیمت سمیٹ کر چلنے لگے۔ یہ نبرد آزما بھی ہمارا ہم سفر تھا۔ سو رہا تھا۔ کچی نیند میں جگایا گیا آنکھیں ملتا اوٹھا۔ تلوار سنبھالی۔ ڈھال نہ تھی۔ ایک اونٹ کا بچہ بچاؤ کیلئے ہاتھ میں دبا لیا۔ اور گھاٹی کا راستہ جا روکا۔ گھاٹی کی راہ اتفاق سے بہت تنگ تھی۔ جو قزاق زد پر آیا تہ تیغ کیا۔ تمام قزاق عاجز آئے۔ لوٹ کا سب اسباب رکھدیا۔ جان کی اماں مانگ لی۔ کان دبا کر راہی ہوے۔ یہ قصہ سنکر حاضرین کے دل دھڑکنے لگے۔ رہے سہے حواس جاتے رہے۔ کسی کو جرأت نہوئی جو مقابلہ کی ہامی بھرتا۔ حضرت علی کو عمر ابن ود کی یاوہ گوئی سخت ناگوار تھی پھر دست بستہ عرض کی۔ میں جانتا ہوں۔ بیشک یہ ابن ود ہے مگر مجھے وغا کی اجازت عنایت ہو۔ چار مرتبہ کے اصرار پر آنحضرت نے حضرت علی کو ابن ود سے جہاد کی رضا دی۔ اپنے پٹکے سے حضرت علی کی کمر کو زینت دی۔ اپنے فرق مبارک کے عمامہ سے حضرت علی کے سر کو شرف بخشا۔ اپنی زرہ پہنائی۔ نامی تلوار ذوالفقار حائل کی۔ ہاتھ اوٹھا کر

بارگاہ عزت سے نصرت چاہی۔ خدا کے حفظ و امان میں سونپا۔ آبدیدہ ہوکر رخصت کیا۔
چلتے وقت سب سے مخاطب ہوکر آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج تمام کفر اور کل اسلام کا مقابلہ
ہے۔ حضرت علی مقابلہ کو نکلے۔ عمر ابن ود انہیں دیکھ کر بولا۔ لڑکے۔ جا۔ محمد سے کہہ۔ کہ
کسی کو مقابلہ کے واسطے بھیجیں۔ وہ بہشت کہاں گئی جو شہید ہوکر مسلمانوں کو مل جاتی ہے۔
آج وہ جان فروش کدھر ہیں جو جان دے کر بہشت پا جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں
مقابلہ کو آیا ہوں۔ ابن ود نے کہا کہ محمد کو گھوڑا بھی میسر نہیں جو تم کو لڑائی کے لئے دیتے۔
آپ نے فرمایا کہ ہے کیوں نہیں۔ مگر گھوڑے سوار کو سامنے سے بھاگ جانے کا موقع مل سکتا ہے
اسلئے میں نے خود گوارہ نہیں کیا۔ ابن ود نے پوچھا تم کون ہو۔ کس کے لڑکے ہو۔ آپنے فرمایا
میں علی ہوں۔ ابوطالب کا فرزند ہوں۔ اس نے آپکی تصیر القامتی کی حبارت اور طعن آمیز جواب پ
زور سے قہقہہ لگایا۔ کہا۔ بھاگ جاؤ۔ تمہارا باپ میرا دوست تھا۔ میں تمہیں قتل کرنا نہیں
چاہتا۔ آپنے فرمایا مگر میں تو تجھے ضرور قتل کروں گا۔ اگر تو وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لائے گا
یہ سننا تھا کہ عمر ابن ود کو تاؤ آگیا۔ بمقتضائے شجاعت عرب وہ بھی گھوڑے سے پھاند پڑا اور
فرط غضب سے ایک ہی ضرب میں گھوڑے کو بے کر ڈالا۔ اور اس قوت سے حضرت علی پر وار کیا کہ اسکی
شمشیر خارہ شگاف حضرت علی کی سپر اور آہنی خود کاٹتی ہوئی استخواں سر تک در آئی۔ حضرت
علی نے ہر چند دستانہ سے تلوار کو دفع کیا۔ پھر بھی بہت گہرا زخم کھایا۔ لیکن اوسی گرمی میں
کھٹنے ٹیک کر ایسا کھچا ہوا ہاتھ مارا کہ ذوالفقار نے ابن ود کے دو نو پیر قلم کر دئے۔ وہ گرا۔
آپ سر کاٹ لائے۔ اس واقعہ سے مشرکین محاصرہ اوٹھا کر راہی ہوئے۔

سنہ ۶ھ میں آنحضرت نے مکہ کی زیارت کا قصد فرمایا۔ اور بے ہتھیار مع جماعت
مہاجر و انصار روانہ ہوئے۔ تاکہ مشرکین کو جنگ کا شبہ نہ گذرے۔ حضرت عمر بھی ہمراہ تھے۔

راہ میں عرض کی بغیر اسلحہ جانا مصلحت نہیں ہے - سفر کا واسطہ ہے - دشمن کو دور نہ جانے - راستہ میں ٹھہر گئے - مدینہ سے ہتھیار منگا کر ساتھ لئے - قریب پہونچے تو خبر ملی کہ مکہ میں مشرکین مسلمانوں کے قدم رکھنے کے روادار نہیں ہیں -

آنحضرت نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ قریش کے پاس جاؤ - اور کہو کہ ہم لڑنے کو نہیں آئے ہیں - محض کعبہ کی زیارت مقصود ہے - حضرت عمرؓ نے عذر کیا کہ قریش میرے سخت دشمن ہیں - اور مکہ میں میرا حمایتی کنبہ بھی نہیں ہے - کسی اور کو بھیجئے - مخالفین میں بنی امیہ کی تعداد زیادہ تھی - آپ نے حضرت عثمانؓ کو جانے کا حکم دیا - وہ گئے اور روک لئے گئے - ذرا دیر لگی تو افواہ اڑ گئی کہ مارے گئے - آنحضرت نے جنگ کی تیاری کردی - اور حدیبیہ میں درخت سمرہ کے نیچے جہاد کیلئے ہمراہیوں سے بیعت لی - جنگ کے سامان دیکھے تو قریش نے سہیل بن عمرو کو صلح کیواسطے آنحضرت کے پاس بھیجا - زیارت کعبہ کی وجہ سے آپنے صلح کے سب شرائط منظور فرمائے - حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ لکھو - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - سہیل نے کہا ہم اسکو نہیں جانتے لکھو باسمک اللھم - چنانچہ یہی لکھا گیا - آپنے فرمایا لکھو یہ وہ صلحنامہ ہے جس کی رو سے محمد رسول اللہ نے - سہیل نے کہا کہ ہم تمکو رسول اللہ جانتے تو قتال پر کیوں آمادہ ہوتے - بجائے رسول اللہ کے اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھو - آنحضرت نے حکم دیا کہ اچھا رسول اللہ کی لفظ نکال ڈالو - حضرت علیؓ نے عرض کی خلاف ادب ہے میری کیا مجال جو اس لفظ کو لکھ کر کاٹوں - آنحضرت نے کاغذ اپنے ہاتھ میں لیلیا - اور لفظ رسول اللہ محو فرمادی - اور ارشاد کیا کہ اے علی تمکو بھی ایکدن ایسا ہی موقعہ پیش آئے گا - صلح میں یہ شرط بھی ہو چکی تھی کہ قریش کا بھولا بھٹکا کوئی مسلمانوں میں آجائے تو مسلمان اوسکو واپس بھیج دیں اور مسلمانوں کا کوئی دیندار قریش یا جائیں تو اونکو دینے نہ دینے کا اختیار ہے - صلحنامہ لکھا جا ہی رہا تھا کہ - اسی سہیل کا بیٹا ابوجندل رضی جو مسلمان ہو چکا تھا

ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲ و ۶۷

قریش کے ہاتھوں پا بزنجیر ہوکر اوس طرف سے گذرا۔ مسلمانوں نے اوسے چھوڑا لینا چاہا۔ اوسکے باپ سہیل نے کہا کہ ابوجندل کے آنے سے پیشتر ہی میرے آپکے یہ شرط طے ہو چکی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہاں سچ ہے۔ ابوجندل نے یہ سنکر شور مچایا کہ اے گروہ اسلام کیا میں مشرکوں میں اس لئے واپس کیا جاتا ہوں کہ وہ مجھے پھر بے دین بنالیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بیقرار نہو صبر کر۔ خدا تیرے لئے اور تیرے ساتھیوں کیلئے کشائش اور مخلصی کی راہ نکالے گا۔ میں عہد کے خلاف کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت عمر جست کرکے ابوجندل کے پاس پہونچے اور کنایتاً ترغیب دی کہ اپنے باپ کو قتل کر ڈال تو یہ صلح درہم برہم ہو جائے۔ مگر ابوجندل نے گوارہ نہیں کیا۔ اس طرح دب کر مصالحت کرنے سے حضرت عمر کو آنحضرت کی رسالت حقہ پر شبہ عظیم گذرا۔ آنحضرت سے پوچھا۔ کیا آپ خدا کے رسول نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بیشک ہوں۔ حضرت عمر نے عرض کی ہمارے مخالف مشرک نہیں ہیں۔ فرمایا ضرور ہیں۔ حضرت عمر نے عرض کی۔ پھر ہم اپنے مذہب کو کیوں ذلیل کریں۔ آنحضرت نے فرمایا اے ابن خطاب میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ بغیر اوسکے حکم کے کچھ نہیں کرتا۔ وہ میرا مددگار ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس مراجعت پر میں نے نفلیں پڑہیں۔ روزے رکھے۔ غلام آزاد کئے کفارے دئے صدقات ادا کرتا رہا۔ اس صلح سے نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان اور مشرک ساتھ ساتھ رہنے لگے اور باہمی میل جول سے اثرات توحیدی خود بخود ذہن نشین ہوتے گئے۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۶۸ و ۶۹

۷ھ میں آنحضرت کو خبر ملی کہ خیبر میں یہودیوں نے مستحکم قلعے بنالئے ہیں۔ اور انتقام کیلئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آپ نے سولہ سو[۱۶۰۰] فوج کے ساتھ خیبر کا رخ کیا۔ پہلے حضرت ابوبکر کو فوج اسلام کا علم دے کر جہاد کو بھیجا۔ وہ ناکام پھرے۔ پھر دو مرتبہ حضرت عمر کو سپہ سالاری کا شرف ملا مگر یہ بھی بہت کد و کاوش سے عزت بچائے پچھلے پیروں واپس آئے۔ آنحضرت نے

ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰

ارشاد فرمایا بخدا کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور
خدا رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں۔ وہ حملے کرنے والا ہے۔ اور پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے
یحب اللہ ورسولہ اور کرار غیر فرار کے خطاب کا حضرت عمر ابن خطاب کو بھی اشتیاق ہوا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۷۰ و ۷۱
اور سرداروں کیطرح یہ بھی ہتھیار سج سجا کر نکلے۔ مگر بارگاہ عزت سے یہ شرف حضرت علی کے
واسطے مخصص ہو چکا تھا۔ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آنحضرت نے اونھیں بلاکر علم عطا فرمایا
حضرت علی نے علم لیکر حملہ کیا۔ حارث اور مرحب شجاعان خیبر کو مارا۔ آہنی دروازہ اوکھاڑا۔
قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ اور فتحیاب پھرے۔

۸ھ ماہ شوال میں قبیلہ ہوازن کے مشرک بسرکردگی مالک بن عوف آنحضرت
سے جنگ کے ارادے مجتمع ہوئے۔ آنحضرت بھی بارہ ہزار فوج سے باہر نکلے۔ وادی حنین
پہونچکر مقابلہ ہوگیا۔ مسلمانوں کے پیر اوکھڑ گئے۔ اور بدحواس ہوکر بھاگے۔ حضرت عمر بھی اوسی ملاحظہ ہو صفحہ ۷۶
مجمع میں تھے۔ آنحضرت کے ساتھ صرف چار شخص باقی رہ گئے۔ تین بنی ہاشم۔ علی عباس
اور ابوسفیان بن حارث۔ چوتھے ابن مسعود۔ یہ لوگ لڑتے رہے۔ یہانتک کہ بھاگا ہوا لشکر
انھیں دیکھ کر پلٹا۔ اور گھونگٹ کھاکر انکے پیچھے ہولیا۔ پھر تو خوب جم کر جنگ ہوئی۔ قادر مطلق
نے اسلام کو ظفر دی میدان ابن ابی طالب کے ہاتھ رہا۔ قبیلہ ثقیف کے لوگ ہزیمت کھاکر طائف
کو بھاگے۔ آنحضرت نے اون کا تعاقب کیا۔ طائف پہونچکر اونھیں نے شہرپناہ کا دروازہ
بند کرلیا۔ مسلمان محاصرہ کئے پڑے رہے۔ محاصرہ کے زمانہ میں آنحضرت نے علی کو اپنے پاس
بلاکر تخلیہ میں بصیغہ راز بہت دیر تک سرگوشی کی۔ لوگ چونکنا ہوئے۔ آپس میں کاناپھوسی
کرتے رہے۔ چین نہ پڑا تو منہ در منہ آنحضرت پر اعتراض کیا۔ آپنے فرمایا میں خود علی سے ملاحظہ ہو صفحہ ۷۱ و ۷۲
راز نہیں کہتا۔ بلکہ حق تعالیٰ کا حکم ہے۔

اصحاب میں منافقین کا وجود موجود تھا۔ مکہ کی فتح سے مشرکین اسلام لائے۔ تو منافقین
کی تعداد میں کچھ اور اضافہ ہوگیا خصوصًا ایسے مجروح دلوں کی جماعت بڑھ گئی جن پر ذوالفقار
علی کے جوہر کے تھے۔ آخر ۱۰؁ھ میں آنحضرت نے حج سے مراجعت فرمائی۔ ۱۸ ذی الحجہ کی ٹھارویں
تحویل آفتاب کا وقت۔ سنہ عیسوی ۶۲۳ ۔ ۱۸ اپریل کی اکیسویں فصل بہار کا پہلا دن۔
ملاحظہ ہو صفحہ ۴۳ ایرانیوں کے شمسی سال کا نیا روز تھا کہ غدیر خم کے مقام پر حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ کا تاکیدی
حکم نافذ ہوا کہ بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ
(پہونچا دو جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تمھارے رب کی طرف سے ورنہ کوئی کام رسالت کا کیا ہی نہیں)
آپنے وہیں راہ میں ہمراہیوں کو روکا اور تمام مجمع کو سمیٹ کر ایک بلند مقام سے سب کو مخاطب
کیا۔ علی کا بازو تھام کر اٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس کا خدا مولا ہے اوس کا میں مولا ہوں اور
جس کا میں مولا ہوں اوس کا مولا علی بھی ہے۔ خدایا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو
اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ حاضرین نے مبارکباد دی حضرت عمر نے بھی رسم
دیکھئے صفحہ ۷۲ تہنیت ادا کی کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابوطالب آج سے تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوے
ملاحظہ ہو صفحہ ۴۷ بارگاہ عزت سے اوسی وقت یہ آخری آیت۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (آج کامل ہوگیا تمھارا دین۔ اور تمام ہوئیں تم پر نعمتیں
پسندیدہ ہوا تمھارا اسلام کا دین) نازل ہوئی۔ تکملہ دین اور اتمام نعمت کے نوٹس سے آنحضرت کو دارفانی
دیکھئے صفحہ ۱۰ چھوڑنے کا یقین ہوگیا۔ آپ نے صحابہ کو متوجہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی تمھارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑتا ہوں۔ خدا کی کتاب اور
اپنی عترت ان سے تمسک رکھنا۔
مدینہ پہونچکر ۱۱؁ھ شروع ہوا۔ اور راہ سفر ختم پر آیا۔ آپنے اپنے دست مبارک سے ایک علم

تیار کیا۔ اور اُسامہ ابن زید کو دے کر لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اور بجز علی تمام اعیان واصحاب (ملاحظہ ہو صفحہ ۷۹، ۸۰)
ومہاجر وانصار یعنی حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وابوعبیدہ جراح وسعد وقاص وغیرہ کو اُسامہ کی
ماتحتی میں جہاد پر روم جانیکا حکم دیا۔ لشکر روانہ ہوکر جرف کے مقام پر مامورین کے انتظار میں
ٹھہرا رہا۔ کچھ لوگ مصلحتاً جگہ سے نہ ٹلے۔ بعض نے اُسامہ کی ماتحتی سے احتراز کیا۔ کچھ حضرات
اُسامہ کی سرداری پر معترض ہوئے۔ آنحضرت کی طبع مبارک ناساز ہو چکی تھی۔ آپ نے سنا
تو رنجیدہ خاطر ہوکر اسی تکلیف کے عالم میں باہر تشریف لائے۔ مسجد میں منبر پر رونق فرما ہوکر
اعتراض کرنے والوں پر اُسامہ کی افضلیت جتائی۔ احتراز کرنے والوں سے ارشاد فرمایا کہ
جو جیش اسامہ میں جانے سے تخالف کرے گا۔ وہ خدا کے نزدیک ملعون ہوگا۔ دور اندیش
منصوبوں سے غافل نہ تھے۔ اونکے جاسوس سرگرم کار رہتے۔ راز کے سر ہو چکے تھے۔ ارادوں کے (دیکھئے صفحہ ۸۱)
رخ پہچانتے تھے۔ آپ کی علالت کے عنوان اور اتمام نعمت کے اعلان سے آپ کی جاں بر نہ ہونے کا
کافی اطمینان تھا۔ تعمیل حکم کو بیکار جانا۔ کچھ دنوں کی آزردگی گوارہ کرلی۔ بیزاری کی کچھ پرواہ
نہ کی۔ نہ جانا تھا نہ گئے۔ جب علالت اور بڑھی۔ اور حیات کے چار دن رہ گئے۔ آنحضرت نے
تحریر ہدایت کیلئے حاضرین سے سامان کتابت مانگا۔ بعض نے دینا چاہا۔ بعض مانع ہوئے
حضرت عمر نے دانائی سے ٹال دیا کہ آنحضرت کو بخار میں ہذیان ہے۔ تکلیف دہی کا موقع نہیں ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۸۲ و ۸۳)
ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ حضار میں طول کلام ہوا۔ آنحضرت کو ناگوار خاطر گذرا۔ سبکو اپنے
پاس سے اوٹھا دیا۔ چوتھے روز حضرت علی کو اپنے فرائض غسل وکفن اور صبر وتحمل اور طریق
ہدایت کی وصیت فرماکر جہان فانی سے رحلت کی۔ حضرت عمر کا افراط غم سے یہ عالم ہوا کہ وفات (دیکھئے صفحہ ۸۴)
کا ذکر کرنے والوں پر تلوار کھینچکر دوڑتے تھے۔ وقفہ موت سے گونہ اطمینان ہوگیا تھا تو حضرت
ابوبکر اپنے مکان سنح تشریف لے جاچکے تھے۔ اس واقعہ کی خبر پائی تو فوراً آموجود ہوئے۔ اور

حضرت عمر کو سمجھا! بوجھا! دونو صاحب سقیفہ بنی ساعدہ تشریف لیگئے۔ اونکی متفقہ جماعت بھی ساتھ گئی۔ وصیت کے موافق حضرت علی نے تجہیز و تکفین کی۔ بنی ہاشم اور بعض صحابہ صالحین شریک رہے۔ سقیفہ میں قریش اور باشندگان مدینہ کا مجمع ہوا۔ حضرت عمر نے اس جماؤ پر نظر ڈالی۔ دیکھا۔ کہ ایک طرف کچھ انصار عبادہ کو بڑے آگے بڑھا رہے ہیں۔ مگر اوس و خزرج دو فریق ہیں۔ جو آپس کی کھٹ پٹ اور باہمی پھوٹ سے خود کمزور ہیں۔ دوسرے جانب کچھ مہاجر اور تمام قریش حضرت ابوبکر کو دل میں ٹھانے حصول خلافت پر آمادہ ہیں۔ قبیلہ ہاشمی سے مجمع بالکل صاف ہے۔ وہ علی کے ساتھ آنحضرت کے دفن و کفن میں پڑے ہیں۔ حضرت عمر پشتہا پشت کے نسب داں تھے۔ ہاشم اور امیہ کے موروثی جھگڑوں سے باخبر تھے زمانۂ جاہلیت کے انتقامی خصائل اور کینہ پروری سے واقف تھے۔ یہ بھی ذہن نشین تھا کہ قبائل عرب میں آل ہاشم کا پایۂ اقبال عرش کمال پر پہونچا ہوا ہے۔ بلکہ کمال کو بھی معراج ہو چکی ہے۔ اور پھر اتنی بلند کہ آگے خدا کا نام ہے۔ حضرت عبدالمطلب حکمرانی کے علاوہ محافظ بیت الحرم اور ساقی زمزم ہوئے۔ بالآخر ابوطالب بھی قوم میں سربلند رہے۔ حضرت محمد تو اتنے بڑھے کہ معراج رسالت کا شرف پایا۔ وحی بھی نازل ہوئی۔ حضرت علی اسلام میں سبقت اور قرب قرابت۔ معلومات و شجاعت میں افضل الناس ہیں۔ جہد بالا سلام اور اظہار توحید میں انگشت نما ہیں۔ رتبہ ولایت پر بھی فائز ہو چکے ہیں۔ انکی جہادی کارنامے قوم کے دل پر نقش ہیں۔ مگر غضب یہ ہے کہ قوم کے دل انکی جانب سے مکدر ہیں۔ کیونکہ آنحضرت جب مبعوث برسالت ہوئے تھے تو تصدیق رسالت میں علی کی سبقت قریش کے نزدیک بچوں کی ناسمجھی بات سمجھی گئی تھی۔ مکہ میں دعوت اسلام کیلئے آنحضرت نے علی کو اپنا وزیر بنایا۔ تو کمسن لڑکے کو بے بساطہ جان کر ناک بھوں چڑھائی۔ بلکہ اون کے بڈھوں تک کا

غداق اوڑایا۔ مکہ میں دینی بھائی چارہ ہوا تو آنحضرت نے علی کو اپنا بھائی بنایا۔ اس پر مزاج برہم ہوگئے۔ اپنی جگہ لٹا کر ہجرت فرمائی۔ اس ایثار پر تعجب کی نظریں پڑیں۔ مدینہ پہونچکر مہاجرین وانصار میں صیغہ اخوت ہوا۔ وہاں بھی اہالیان مدینہ کی امیدوں کے خلاف علی ہی کو آنحضرت کے بھائی بننے کا شرف ملا۔ یہ خصوصیت بعض انصار کو بھی کھل گئی۔ آنحضرت نے مسجد کے رخ سب کے در بند علی کا دروازہ کھلا رکھا۔ تو کھلم کھلا حسد کا دروازہ ہوگیا۔ بدر میں نمودارانِ مکہ۔ احد میں علمداران قریش علی کی تلوار سے کٹے تو عناد کی بنیاد پڑی۔ انتقام کا جوش بڑھا۔ خندق میں عمر ابن ود کو مارا تو دلوں پر ہیبت چھائی۔ یحب اللہ ورسولہ کی خصوصیت پر سبھی منہ تاکتے رہ گئے۔

خیبر میں حضرت ابوبکر و عمر سے پھرا ہوا علم علی کو دیا گیا۔ تو سب ہی کو رشک ہوا حارث اور مرحب شجاعان خیبر کو تہ تیغ کیا تو یہودی بھی دشمن ہوگئے۔ سورہ برأت حضرت ابوبکر سے لوٹا کر علی کو عطا ہوا تو پیشوایان قریش کو ناگوار گذرا۔ آنحضرت حضرت علی کو بمنزلہ ہارون بن موسیٰ بنا کر غزوہ تبوک پر تشریف لیگئے تو دلوں میں ہلچل پڑ گئی۔ محاصرہ طائف میں علی سے سرگوشی کی۔ ایسا کھلا کہ برملا آنحضرت پر اعتراض کیا۔ غدیر خم میں سب کے ولی ہوے تو برہم مزاجوں کے دل ٹیڑھے ہوگئے۔ جیش اسامہ میں جانے سے علی کا استثناء۔ تکمیل ہدایت کو آنحضرت کا سامان کتابت مانگنا۔ وصی بنانے کی علت غائی پیش نظر تھی حضرت عمر خوب جانتے تھے کہ قوم کے کشیدہ دلوں کو ہرگز گوارہ نہیں ہے کہ نبوت اور خلافت ہاشمیوں کے لئے مختص رہے۔ اور یہ قبیلہ تنہا ایسے عالی مراتب کے مزے لوٹا کرے۔ اوس مجمع میں بعض ایسے بھی تھے جو حدیث ثقلین سے باخبر اور آیہ مودت سے واقف مگر اوس جماعت کے ارادے سے بےخبر تھے علی کے اہل ہونے کا ذکر زبان پر لے آئے۔ بگڑے دلوں کو ہر چند اطمینان تھا کہ علی خود موجود نہیں

ہیں ۔ آل ہاشم سے بھی میدان خالی ہے ۔ پھر بھی قریش ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے لہذا انصار نے عبادہ کو پیش کیا ۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو مقدم بنایا ۔ انکی گہری نظریں کام کر رہی تھیں ۔ یہی موقع یہی محل مناسب دیکھا ۔ حضرت ابوبکر کا دست مبارک گھسیٹ جھٹ بیعت کر لی ۔ اور اوٹھتے ہوئے وقتی فتنوں کو دونوں ہاتھوں سے اوسوقت کیلئے دبا دیا ۔ منتظر جماعت بیعت پر ٹوٹ پڑی ۔ امادہ گروہ نے ایسے ریلے کئے کہ غریب عبادہ بیچ میں پڑکر کچل گئے ۔ بیعت کی یورش سے جماعت سقیفہ کو آنحضرت کے دفن میں بھی شرکت کا موقع

ملاحظہ ہو صفحہ ۸۵ نہ ملا ۔ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان بھی متابعت جنازہ سے محروم رہے ۔ عام بیعت ہو چکی تو حضرت عمر سوچے کہ خاندان نبوت کی عدم موجودگی میں یہ کارروائی ہوئی ہے ۔ بنی ہاشم ضرور سر اوٹھائینگے ۔ حضرت ابوبکر کو حضرت علی کی گرفتاری پر اوبھارا ۔ حضرت ابوبکر اپنے ذات سے سیاسی نہ تھے ۔ گرفتاری تو گوارہ نہ کی ۔ مگر حضرت علی کو بلا بھیجا ۔ آپ تشریف نہ لائے حضرت عمر نے کہا کہ علی کو مہلت نہ دو جو تمھاری خلافت سے خلاف اور بیعت سے دستکش رہے حضرت ابوبکر نے دوبارہ غلام کو بھیجا ۔ اور فرمایا ۔ جاکر کہو کہ تمکو امیر المومنین بلاتے ہیں غلام نے اسی طرح حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا ۔ آپنے جواب دیا کہ بہت جلد تمھارے آقا نے اوس منصب کا ادعا کیا جو اون کا حق نہیں ہے ۔ غلام نے واپس آکر یوہیں عرض کر دیا ۔

دیکھئے صفحہ ۸۸ و ۸۹ حضرت عمر نے اپنے ارادوں میں تساہل دیکھا اوٹھے اور ایک جماعت کو ساتھ لیا ۔ غریب خانہ فاطمہ پر پہونچے ۔ جہاں علی اور اہل بیت رسول سوگوار بیٹھے تھے ۔ برہم مزاجی کے ساتھ دق الباب کیا ۔ جناب فاطمہ صدائے دار وگیر سنکر بلند آواز سے رونے لگیں ۔ گریہ فاطمہ سنکر بعض لوگ کھسک آئے ۔ کچھ حضرات ساتھ رہے ۔ علی کے باہر آنے میں ذرا دیر لگی تو دروازہ جلانے کو لکڑیاں بھی آگئیں ۔ علی باہر آئے ۔ تو دربار خلافت میں لائے گئے ۔ حضرت

عمر نے علی سے کہا کہ بیعت کرو۔ آپ نے اپنی حجتیں پیش کیں۔ دلائل قائم کئے۔ قرب و قرابت
اور حقوق و خصوصیات جتائے۔ جب اونکی شنوائی نہوئی تو آپنے فرمایا کہ اگر میں بیعت نکروں تو
حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہم تمکو قتل کریں گے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص کو
قتل کرو گے جو خدا کا بندہ اور رسول کا بھائی ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ بندۂ خدا تو تم ضرور ہو
مگر اخِ رسول ہم تمکو نہیں مانتے۔ حضرت ابوبکر خاموش رہے۔ حضرت عمر نے اون سے
کہا کہ تم کیوں نہیں حکم دیتے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ فاطمہ کے ہوتے میں علی کو مجبور نکرونگا ملاحظہ ہو صفحہ ۹۲
علی بغیر بیعت کئے اوٹھ گئے۔ بلکہ تمام بنی ہاشم بیعت سے دست کش رہے۔ دورِ خلافت حضرت ملاحظہ ہو صفحہ ۹۲
ابوبکر کا تھا۔ مگر حکمران حضرت عمر ہی تھے۔ ہر کام میں حضرت ابوبکر پر غالب تھے۔ جناب فاطمہ ملاحظہ ہو صفحہ ۹۲
کی استدعا پر حضرت ابوبکر نے فدک کے متعلق وثیقہ لکھدیا۔ ناگہاں حضرت عمر آگئے۔ پوچھا
کیا لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ رسول اللہ کی میراث جو فاطمہ کو پہونچتی ہے اوس کا
میثاق نامہ لکھدیا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمر نے وہ کتبہ جناب فاطمہ سے چھین کر پھاڑ ڈالا۔ اور ملاحظہ ہو صفحہ ۹۳
کہا کہ پھر کس چیز سے مسلمانوں کو نفقہ دوگے۔ عرب اور ہم پر چڑھ آئینگے۔

ان اختیارات پر حضرت عمر بے حد موقع شناس بھی تھے۔ زمانہ رسالت میں مالک
بن نویرہ آنحضرت کے حضور میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوا۔ آپ نے قبیلہ یربوع سے
زکات وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت میں قبیلہ نے زکات داخل
کرنے سے انکار کردیا۔ آپ نے خالد بن ولید کو زکات وصول کرنے کیلئے مالک بن نویرہ کے
پاس بھیجا۔ مالک حاضرِ خدمت ہوا اتفاق سے اوسکی خوش جمال بی بی بھی اوسکے ساتھ تھی۔
خالد اوسکے حسن و ادا پر شیدا ہوگئے ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ مالک کا سر اوڑا دے۔
مالک نے کہا افسوس بی بی کا حسن میرے قتل کا باعث ہو رہا ہے۔ خالد نے کہا کہ اسلام سے

پھر جانا تیرے قتل کا سبب ہے۔ اوس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ آنحضرت کے حضور ایمان
لایا ہوں۔ وحدہٗ لاشریک میرا خدا ہے۔ محمدؐ کی رسالت تسلیم کر چکا ہوں۔ نمازیں ادا کرتا ہوں۔
روزے رکھتا ہوں جمعہ جماعت کا پابند ہوں حرام حلال میں تمیز رکھتا ہوں۔ آنحضرت کے ارشادات
سے باخبر ہوں۔ قبیلہ موجودہ خلافت کو زکات نہیں دیتا۔ میری کیا خطا ہے۔ مگر دلولۂ شوق
اور جوش عشق میں کون سنتا ہے۔ ضرار نے مالک کا سر اوڑا دیا۔ خالد نے اوسکی بی بی پر قبضہ
کیا۔ حضرت عمر کہ خالد کی دست اندازیوں سے ناخوش اور جاہمی سے ناراض تھے اس
افسوسناک واقعہ کی خبر پائی تو خدمت صدیقی میں حاضر ہوکر عرض کی کہ خالد نے زنا کیا ہے۔
اس پر حد جاری کرد۔ خالد کہ قوت بازو تھے اور سیف اللہ کے لقب سے ممتاز کیا تھا۔
آپ نے فرمایا کہ خالد نے تاویل میں غلطی کی ہے۔ یہ سزا مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمر نے
عرض کی اچھا قتل کرو کہ ایک مسلمان ناکردہ گناہ کا خون کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خالد نے
تاویل میں خطا کی ہے۔ خالد واپس ہوکر حاضر مسجد ہوئے۔ تو حضرت عمر نے کہا تو نے ایک مسلمان
کو بے خطا قتل کیا ہے اور اوسکی بی بی پر ہاتھ ڈالا۔ واللہ میں تجھے سنگسار کردوں گا۔ خالد
سنکر خاموش رہے۔ اور حضرت ابوبکر کے حضور حاضر ہوکر خطا کا اعتراف کیا۔ اور معافی مانگ لی
آپ نے قصور معاف کردیا۔ خالد رضامندی لیکر باہر نکلے۔ حضرت عمر کو دیکھ کر پکار رہے۔
ادہر آ ام تسلمہ کے جنے۔ حضرت عمر سمجھ گئے کہ خالد حضور خلافت سے قصور معاف کرا لائے
ہیں۔ سنکر چپ چاپ گھر کے اندر چلے گئے۔ حضرت عمر نے حکومت پر قابو پایا۔ تو مخالفین
ہاشمی بنی امیہ یزید و معاویہ پسران ابوسفیان اور عمر عاص۔ ابو موسی اشعری یعلی بن منیہ
سعد وقاص۔ ابو عبیدہ جراح۔ معاذ بن جبل کو ملکی اور فوجی حکومتیں عطا فرمائیں
جناب فاطمہ کی حیات تک کسی بنی ہاشم نے اطاعت میں سر نہیں جھکایا۔ نہ بیعت کو ہاتھ بڑھایا

از تاریخ کبیر ابن
عساکر جلد ۱۱

جناب فاطمہ نے وفات پائی تو بنی ہاشم کو بھی حکومت کے دباؤ سے بیعت کرنا پڑی حضرت عمر نے بھی ہاشمیوں سے بہت احتیاط کو کام فرمایا۔ مالی اور ملکی نظام کو آل ہاشم سے محفوظ رکھا کسی ہاشمی کو حکومت پر نہیں نوازا۔ نہ اونکے کسی بہی خواہ کو اختیارات کیجانب ٹھپکنے دیا۔ نہ کوئی خدمت ہی لی۔ نہ کسی کو کسی کام کی تکلیف دی۔ دور خلافت کا ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس نے جو عقل کے رسا اور زمانہ شناس تھے۔ دربار خلافت تک رسائی کرلی تھی تاریخ ابن جریر طبری اور تاریخ کامل ابن جزری میں اونکا بیان ہو کہ ایک دن مجلس فاروقی میں سخن سنجان عرب کا مجمع تھا۔ شعر و سخن کے چرچے تھے۔ سربرآوردہ شعرا کے تذکرے چھڑے ہوئے تھے۔ میں بھی اتفاق سے جا پہونچا۔ حضرت عمر نے مجھے دیکھکر فرمایا لو اس فن کے بڑے مبصر آگئے۔ مجھ سے پوچھا کیوں ابن عباس آج کل ملک الشعرا کون ہے۔ میں نے عرض کی زہیر ابن ابی سلمیٰ۔ فرمایا اون کا کچھ کلام تو سناؤ۔ میں نے چند شعر پڑھے کلام کی بہت تعریف کی سخن کی داد دی۔ پھر پوچھا کیوں ابن عباس تم جانتے ہو کہ آنحضرت کے بعد امر خلافت سے تم کیوں محروم رکھے گئے۔ میں نے جواب دینا مصلحت نہ جانا۔ عرض کی امیر المومنیں میں نہیں جانتا تو آپ ہی آگاہ فرمائیں۔ ارشاد کیا کہ قریش نے اس بات سے کراہت کی کہ نبوت اور خلافت دونو تم میں ایک جا جمع ہوں اور تم خوش ہو کر اتراتے رہو۔ قریش اس معاملہ میں مصاب ہوئے۔ میں نے عرض کی امیر المومنیں آپ خفا نہوں اور اجازت دیجئے میں بھی کچھ عرض کردوں۔ فرمایا کہو۔ میں نے عرض کی قریش کو صواب اوسوقت ہوتا جبکہ وہ حکم خدا کے موافق کرتے قریش کی کراہت کا حال تو خدا کے کلام سے ظاہر ہے کہ ذالک بانھم کرھوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالھم۔ چونکہ کراہت کے حکم خدا سے رائگاں ہوئے اعمال اون کے۔ یہ سنکر حضرت عمر نے فرمایا۔ افسوس اے ابن عباس تمھاری نسبت مجھے وہ وہ خبریں پہونچائی گئی ہیں کہ

جن کو کریدکر میں تمھاری منزلت اپنے دل سے زائل کرنا نہیں چاہتا۔ میں نے عرض کی امیرالمومنین آپ ارشاد تو فرمائیں۔ اگر ان باتوں کی بنا حق پر ہے۔ تو میری منزلت ضایع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بظلم و حسد لیگئی ہے۔ میں نے عرض کی ظلم کا حال تو آپ بھی جانتے ہیں۔ رہا حسد ابلیس نے حضرت آدم پر حسد کیا ہم بھی انھیں کی اولاد ہیں محسود ہوا چاہیں۔ فرمایا افسوس بنی ہاشم تمھارے قلب کینہ سے پُر اور حسد سے لبریز ہیں اور وہ بھی ایسے جو لاعلاج ہیں۔ میں نے عرض کی بس امیرالمومنین ان لوگوں کے قلوب کو کینہ اور حسد سے منسوب نہ فرمائی جن کو آیۂ تطہیر نے ہر قسم کی برائی اور خباثت سے پاک کیا ہے۔ اور غور تو فرمائیے خود رسول اللہ کا قلب بھی تو بنی ہاشم ہی سے ہے۔ حضرت عمر نے منغض ہو کر فرمایا ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔ میں اوٹھنے لگا تو بمقتضائے حیا پھر مجھے بٹھالیا۔ اور فرمایا واللہ میں تمھارے حقوق کا لحاظ رکھوں گا۔ اور خوشی کا خواہاں رہوں گا۔ میں نے عرض کی امیرالمومنین آپ پر کیا موقوف ہے۔ کل مسلمانوں پر ہمارا یہی حق ہے۔ اسکے بعد میں خود اُٹھ آیا۔

سنہ ۱۳ھ میں حسن انتظام اور جزائے احسان میں حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو ولیٔ خلافت بنایا اور حضرت عثمان کے ہاتھوں وصیت نامہ لکھدیا۔ دو برس ۳ ماہ ۱۰ یوم خلافت کے بعد ۲۲ رجمادی الآخر کو ۶۳ برس کی عمر میں حضرت ابوبکر کا انتقال ہوگیا۔ اوسی روز حضرت عمر خلافت پر فائز ہوے۔ ممبر پر تشریف لیگئے۔ ہاتھ اوٹھا کر بارگاہ رب العزت میں عرض کی بارالہا میں درشت خو ہوں مجھے نرم دل بنا۔ میں کمزور ہوں مجھے قوت دے۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی فرما۔ حضرت عمر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت حسین بن علی بھی کھیلتے ہوے اوس مجمع میں آ بیٹھے۔ بچپنا تو بچپنا کھڑے ہو کر کہا کہ نیچے اوترو میرے باپ کے ممبر سے۔

حضرت عمر نے فرمایا۔ ہاں۔ بیشک یہ تمھارے ہی باپ کا ممبر ہے۔ بھلا صاحبزادے یہ تو بتاؤ کہ تم کو یہ بات سکھائی کس نے۔ یہ سنکر حضرت علی نے فرمایا کہ واللہ حسین کو کسی نے سکھایا نہیں ہے۔ خطبہ فرما چکے تو ممبر سے اوترکر سب سے پہلے خالد ابن ولید کو معزول کیا۔ اور ابو عبیدہ جراح کو خالد سے چارج لے لینے کا فرمان بھیجا۔ پھر جنگ جو طبع ابو عبیدہ ثقفی کو عراق کی مہم پر روانہ کیا۔ مگر اونکی گرم رفتاری سے مسلمانوں کو ہزیمت اوٹھانا پڑی۔ بہت سے کار آزما کام آگئے۔ تو سعد ابن وقاص کو افواج عراق کا سپہ سالار بناکر روانہ کیا۔

سنہ ۱۴ھ میں خلیج فارس کے کنارے دجلہ کے دہانے پر بصرے کی بنیاد ڈالی۔ اسی سال رمضان میں نماز تراویح کو ایجاد فرمایا۔ فائدہ یہ ہوا کہ نماز میں خدائی ہدایتوں کو خوشگوار لحن میں برزبان ادا کرنے کیلئے مسلمانوں کا حافظہ کھل گیا۔

اسی سال آیہ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضہ کی ترمیم ہوئی۔

اور اپنے حکم سے متعہ نساء اور متعہ حج کو حضرت عمر نے حرام فرمایا۔ اذان میں حی علیٰ خیر العمل کی ممانعت کی اور صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اختراع کیا۔ دو نمازیں جمع کرنے کو ناجائز کیا نماز مغرب سے پہلے افطار صوم کی جبارت دلائی ہوئی حضرت عمر ہی کی ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۶

اسی سنہ ۱۴ھ میں دمشق پر ابو عبیدہ جراح کو قبضہ مل گیا۔ سنہ ۱۵ھ میں ابو عبیدہ جراح نے فلسطین فتح کیا اور اطراف شام میں نظام سلطنت قائم ہوا۔ اسی سال سعد ابن وقاص کی زیر کمان فوج نے قادسیہ فتح کرلیا۔ اور دریائے دجلہ اوترکر سنہ ۱۶ھ میں عربوں نے مدائن پر اسلامی جھنڈا گاڑا۔ اور مدینہ کی طرح تمام اضلاع مفتوحہ میں بیت المال قائم ہوئے۔ حمص اور انطاکیہ

ابو عبیدہ نے لڑکر قبضہ کیا - اور ہاشم بن عتبہ کے ہاتھوں جلولا فتح ہوا - اسی سال کے آخر میں بیت المقدس کو حضرت عمر نے اپنے قدوم میمنت اور صلحنامہ پر دستخطوں کی برکت سے مسخر کیا۔

سنہ ۱۸ھ میں ابو موسیٰ نے فارس پر دست درازی کی ابتدا کی - انھیں دنوں قضا کا جھونکا خلافت کے اکثر روشن چراغوں کو گل کر گیا - عمواس کی وبا کئی مہینہ تک شام کی فضا میں منڈلاتی رہی - ۲۵ ہزار عرب اور خاص خاص ارکان خلافت کو طاعون کا بگولا سمیٹ لیگیا نظام فاروقیہ کے ڈھیلے ہوے پرزے - معاویہ - عمر عاص - عیاض بن غنم زیاد بن سمیہ فرماں روائے ممالک بنے -

سنہ ۲۰ھ میں حضرت عمر نے عرب کے قحط عظیم کا بڑے استقلال سے مقابلہ کیا - اسی سال مصر عمر عاص کے ہاتھوں قبضہ میں آیا۔

دیکھیے صفحہ ۵۸

سنہ ۲۱ھ میں حضرت علی کی رائے سے عراق عجم کی مہم بھی سر ہوگئی - اور نعمان بن مقرن نے جان دے کر فتح حاصل کی اور حذیفہ بن الیمان نے خمس کی رقم کے ساتھ صرف جواہرات چار کرور کا دار الخلافت کو بھیجا - اور اسکندریہ بھی فتح ہوگیا -

سنہ ۲۲ھ میں فارس کے فتوحات میں "لگا لگا" - اب جو سردار جس طرف بڑھا یا گیا - وہ مطلق العنان بڑھا اور شام میں آل ابو سفیان کے خود اختیاری اقتدار قوت پکڑنے لگے -

سنہ ۲۳ھ تک مقامات فارس، طبرستان - آرمینہ - کرمان - سیستان وغیرہ تھوڑی تھوڑی زحمتوں اور خفیف لڑائیوں سے باری باری مفتوح ہوگئے -

دیکھیے صفحہ ۶۰، ۶۱

آخر سنہ ۲۳ھ میں حضرت عمر عنان اسلام بنی امیہ کو پکڑا کر راہی ملک فنا ہوے - اس اجمال کو ذرا تفصیل سے دیکھنا ہو تو ورق اولٹ کر فتوحات فاروقیہ ملاحظہ کیجیے -

فتوحاتِ فاروقیہ

دمشق کا محاصرہ اور خالد کی معزولی ۱۴ھ ۶۳۵ء

آنحضرت کی حیات تک مسلمانوں کا جہاد مذہبی رواج تھا۔ خلافت اول میں مسیلمہ وغیرہ مدعیان نبوت نے سر اوٹھایا تو مسلمانوں نے اون کو سرکچل کر دبا دیا۔ لیکن اون کے حمایتی ہزار ہا مرتدان عرب میدان کارزار سے بھاگ کر روم میں جا بسا۔ ایران میں مجوسی ہو گئے۔ تمام سرحدی جرگوں کو اغوا کیا۔ رومی اور عجمی حکومتوں کو عرب کے مقابلہ پر اوبھارا۔ حضرت ابوبکر نے خالد ابن ولید کو مقدمۃ الجیش بنا کر سرکشوں کی گوشمالی کو روانہ کیا۔ سرحدی غارتگروں کا سرغنہ مثنی اپنے غیر مسلم جتھے کے ساتھ خالد کا ہم رکاب ہوا۔ دونوں قوتوں نے مل کر ملکی فتوحات کا آغاز کیا اور اسلام کی غارتگری کو خوب جھنڈے چڑھایا۔ دربار خلافت کو خمس غنیمت اتنا بھیجا کہ حضرت ابوبکر کو بیت المال قائم کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ خالد شام کی مہم پہ تعنات تھے۔ اور اضلاع حیرہ کو فتح کر کے دمشق پر یورش کی تھی۔ والی دمشق طفلان پسپا ہو کر قلعہ بند ہو گیا تھا خالد محاصرہ کئے پڑے تھے کہ حضرت ابوبکر نے وفات پائی۔ اور عنان حکومت حضرت عمر کے ہاتھ میں آئی۔ ابو عبیدہ جراح کو لکھا کہ خالد سے فوج کی سپہ سالاری۔ اور ملک کی امارت لے لیں اور خالد کو اپنے ہی پاس رکھیں خالد حضرت ابوبکر کے بہت منہ چڑھے تھے۔ اور اسلامی قلمرو میں فتح و ظفر کا دیباچہ مانے جاتے تھے دور خلافت کے سیف اللہ تھے۔ معرکہ احد سے شجاعت کے جھنڈے گاڑے تھے۔ ابو عبیدہ بھی اونکی وجاہت سے مرعوب تھے۔ اونکی جنگ جو ہمہ سے جھکتے تھے اور اوس وقت خالد کے ماتحت بھی تھے۔ مروت مانع آئی۔ اس حکم سے مطلع نہ کیا

جرأت نہوئی۔ بدستور نماز میں اقتدا کرتے رہے۔ مگر اور افسران فوج اور سرخیلاں قبیلہ اس حکم سے واقف ہوگئے۔ ابو عبیدہ کو امیر کہنے لگے۔ خالد نے اپنے دہنے بائیں ہمنشینوں کی زبان پر ابو عبیدہ کیلئے امیر کا لفظ جاری دیکھا۔ دل کھٹکا کان کھڑے کئے۔ ادھر وفات حضرت ابوبکر کی سنائی پائی۔ ادھر خلافت فاروقیہ کی دھوم دھام دیکھی۔ حضرت ابوبکر کے درگذر سے دو سال ہوگئے تھے کہ ملک کا جمع خرچ بھی نہیں بھیجا تھا۔ حضرت عمر کی سخت گیری سے حساب فہمی کا دھڑکا لگا۔ مالک بن نویرہ کا واقعہ پیش نظر تھا۔ اپنی گستاخی بھی یاد آگئی ساتھ کے سرداروں کو ابو عبیدہ جراح کے روبرو سر جھکاتے پایا۔ خود کان دبا کر گوشہ گیر ہوگئے ابو عبیدہ خلافت کے حال شناس تھے۔ خالد کو عزت سے قوت بازو بنا کر ساتھ رکھا اور محبت کی باہیں گلے میں ڈالے روکے تھامے رہے۔

جنگ عراق

خلافت کی تخت نشینی کے روز حضرت عمر نے خالد کو معزول فرمایا۔ اور مہاجرو انصار کیلئے حکم جاری کیا کہ بغیر اجازت مدینے سے قدم باہر نہ نکالیں۔ اگر اجازت سے جائیں بھی تو میعاد مقررہ سے زیادہ باہر نہ رہیں۔ پھر عراق کی مہم پر توجہ فرمائی۔ اطراف و امصار سے بیشمار گروہ بیعت کو آئے ہوئے تھے۔ یہی محل دیکھا۔ عام مجمع میں فارس کے پایۂ تخت عراق پر جہاد کا اعلان کیا۔ مثنیٰ شیبانی جو فارس کے سرحدی غارتگروں کے سردار تھے۔ اور خالد ابن ولید کے زور بازو تھے۔ شام سے دمشق حالات سنانے حاضر دربار ہوئے تھے۔ کھڑے ہوکر بولے۔ مسلمانوں میں نے مجوسیوں کو بخوبی آزما لیا ہے۔ وہ مرد میدان نہیں ہیں۔ اور عراق کے بڑے

بڑے اضلاع خلافت اول میں فتح ہو چکے ہیں۔ او سوقت سے عجم ہار الو ہا مانے ہوے ہیں پھر بھی شوکت عجمیہ اور سامان افواج فارس کی شہرت کو سنکر کسی نے اس مہم عظیم کو اپنے سر لینے کی جسارت نہ کی مہاجرین و انصار ناگوار یدہ حکم بالا سے پابند ہو چکے تھے۔ قبیلہ ثقیف کے مشہور سردار ابو عبیدہ ثقفی اوٹھے عرض کی۔ میں حاضر ہوں۔ یہ سننا تھا کہ حاضرین دربار گرما اوٹھے ہر طرف سے صدائیں بلند ہوئیں کہ ہم بھی حاضر ہیں۔ حضرت عمر نے خاصے کے ایک ہزار جوان اور تین ہزار فوج دیکر ابو عبیدہ ثقفی کو سپہ سالاری کا علم عطا فرمایا۔ اور سلیط انصاری کو اون کا نائب بنایا۔ اور مثنیٰ شیبانی کو رہبری کیلئے ہمراہ کیا۔ ابو عبیدہ اپنے قبیلے اور عطیہ فوج کو ہمراہ لیکر روبراہ ہوے۔ راستہ میں امدادی گروہوں کو سمیٹتے اور عجمی مقامات کو فتح کرتے ہوے حیرہ تک پہونچگئے۔ رستم عراق کا تاجدار عربوں پر ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ اضلاع عراق میں نقیب دوڑا کر حمیت قومی کا جوش پیدا کر چکا تھا۔ مسلمانوں کے مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیلا رکھی تھی۔ پوران دخت فرمان روائے فارس نے خاندان شاہی کے ارکان نرسی اور جابان جاگیرداران عراق کو رستم کی نصرت کیلئے شقے لکھے۔ دونوں شاہزادے مختلف راستوں سے حیرہ کے جانب روانہ ہوے۔ تمارق کے مقام پر جابان اور مسلمان بھڑ پڑے شدید جنگ ہوئی۔ جابان گرفتار ہو کر مسلمان ہو گیا۔ سقاطیہ کے مقام پر نرسی سے بھی معرکہ آرائی ہوئی وہ بھی شکست کھا کر پیچھے ہٹا۔ رستم نے شکست کی خبر پائی تو مردان شاہ بہمن کو چار ہزار جرار سوار دیکر بڑے ساز و سامان سے آگے بڑھایا۔ خاندان کیانی کی فتح و نصرت کی نشانی۔ درفش کاویانی۔ سر پر سایہ افگن جلو میں صد ہا کوہ پیکر ہاتھی جن پر قوی ہیکل پہلوان سوار۔ سرہنگان ایران گھوڑوں پر بھالے ہلاتے ساتھ تھے۔ مرحلہ پیمائی کرتے فرات کے ساحلوں پر دونوں لشکر ادہر ادھر صف آرا ہوے۔ بہمن نے ابو عبیدہ ثقفی سے کہلا بھیجا کہ

تم اس پار آؤ گے یا ہم اوس پار آئیں۔ سرداران اسلام کی رائے تھی کہ غیر ملک کا واسطہ ہے پار کے مقامات سے ہم لوگ نابلد ہیں ہم کو اسی پار رہنا مناسب ہے۔ مگر ابو عبیدہ ثقفی نشۂ شجاعت میں سرمست تھا۔ جان بازی کے میدان میں عجمیوں سے دبے رہنا گوارہ نہ کیا۔ فوراً کشتیوں کا پل باندھکر پار اوتر گیا۔ ساحل فرات کا میدان بہت ناہموار تھا۔ ہنوز فوج قرینہ سے جمنے نہ پائی تھی کہ عجمیوں نے پیش قدمی کی۔ دونوں فوجیں بھڑ پڑیں۔ عجمی فوج کا نظارہ نہایت ہی ہیبتناک تھا کوہ پیکر جنگی ہاتھی۔ اون پر شکاری ہودج۔ دونوں جانب بڑے بڑے گھنٹے۔ کوسوں کی آواز کے لٹکتے۔ اور بجتے۔ گھوڑوں کی پاکھریں کھڑکھڑاتی سوار جنگلی جانوروں کی بال دار کھالوں کے لباس پہنے۔ اوپر سے زرہیں ڈالے۔ سمور کی اونچی اونچی ٹوپیاں دیئے۔ اچھے خاصے جنگل کے بھالو نظر آتے تھے۔ عرب کے سادہ نظر گھوڑوں نے یہ ہیبت ناک کالے پہاڑ اور عجیب الخلقت جانور کبھی کاہے کو دیکھے تھے۔ بدک کر پیچھے ہٹے۔ بہتیرے بھڑک کر فرات کی نذر ہوئے۔ ابو عبیدہ یہ دیکھکر گھوڑے سے کود پڑے ساتھ کے سرداروں اور سواروں نے بگڑتے ہوئے گھوڑے چھوڑ دیئے۔ پیادہ ہوکر تلواریں سونت لیں اور ہودجوں کے رسے کاٹ کاٹ کر فیل نشینوں کو خاک پر گرانا شروع کر دیا۔ مردان شاہ بہمن نے اپنے ہاتھی کو ابو عبیدہ ثقفی پر ریل دیا۔ ابو عبیدہ نے ذرا پہلو میں ہٹکر تلوار ماری کہ ہاتھی کی سونڈ مستک سے جدا ہوگئی۔ مگر سونڈ کے جھٹکے میں ابو عبیدہ لڑکھڑا کر گر پڑے ہاتھی نے بڑھکر سینہ پر پیر رکھدیا۔ ابو عبیدہ ثقفی کی ہڈیاں چورہ ہوگئیں۔ قبیلہ ثقیف کے سات سردار ہاتھیوں نے کچل ڈالے۔ سلیطہ انصاری بھی کام آگئے۔ ہاتھیوں نے ابو عبیدہ کے ساتھیوں کا ستھراؤ کر دیا افسر لڑکر مارے گئے۔ فوج بے سرداروں کی ہوگئی۔ گھوڑوں کے بھڑکنے سے رسالہ کا شیرازہ بکھر گیا۔ پیدل بے دل ہوکر بھاگ نکلے۔ بھاگتوں نے جان

بچانے کو دریا کی سیدہ باندھی - بہمن نے بڑھکر پل کے تختے توڑوا دئے - لوگ ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ پل کے تختے ٹوٹے پائے - تو دریا میں پھاند پڑے - مثنیٰ شیبانی نے گرا ہوا علم اوٹھالیا - اور نہایت ثابت قدمی سے عجمی فوج کا آگا روک کر پل کے تختے جوڑوا دئے تاکہ بھاگی فوج آسانی سے پار نکل جائے - مثنیٰ بھی سخت گھائل ہوگئے - نو ہزار فوج میں صرف تین ہزار بچ رہی - مابقی جاں بحق ہوئی - بچی کھچی فوج واپس ہوئی تو منھ چھپا کر گھروں میں بیٹھ رہی -

فتح دمشق فلسطین ۱۵ھ ۶۳۶ء

خالد قلعہ دمشق کا محاصرہ کئے ایک سال سے پڑے تھے کہ خلافت دوم کا دور ہوا خالد معزول ہوئے - اور ابو عبیدہ جراح نے سپہ سالاری کا چارج لیا - امیر دمشق فلقلاس محاصرہ کی سختیوں سے اوکتا گیا تھا - ہرقل بادشاہ کی طرف سے مدد اور رسد سے مایوس ہوکر ابو عبیدہ سے ایک لاکھ دینار دیکر جان چھوڑائی اور دمشق پر قبضہ دیدیا مسلمان شہر میں بافراغت پھیل پھیل کر رہنے لگے - ابو عبیدہ جراح نے فتح کا مژدہ خمس کی رقم دربار خلافت کو بھیجی - بقیہ چار حصے لشکر پر تقسیم کر دئے - ملک ہرقل اوسوقت انطاکیہ میں لاؤ لشکر لئے پڑا تھا - خلوے دمشق کی خبر پائی تو انتقام کو اوٹھ کھڑا ہوا - ہر چہار جانب سے فوجیں اُمنڈ آئیں خلافت اولیٰ میں مدعیان رسالت کی سرکوبی سے دس ہزار مرتدان عرب بھاگ کر روم میں ترسا ہوگئے تھے - وہ بھی انکے ساتھ ہوے - سب ۳۰ ہزار کا انبوہ کثیر نخل میں جمع ہوا - ابو عبیدہ جراح نے خبر پائی تو عمر ابن عاص کو بلاکر ۲ ہزار سوار سے آگے بڑھایا - بعدازاں یزید ابن ابی سفیان برادر معاویہ کو ۲ ہزار سے روانہ کیا - پھر شرجیل بن حسنہ کو چھ ہزار سے پیچھے لگایا

ہرقل نے ۲۰ ہزار عربوں کی خبر پائی تو ۲۰ ہزار فوج اور امداد کو بھیجی۔ فلسطین پہونچکر عمر ابن
عاص نے ابو عبیدہ کو کثرت افواج کا حال لکھ بھیجا۔ ادھر جاسوسوں نے بھی خبر پہونچائی کہ
موضع نخل میں ۳۰ ہزار کا مجمع ہوچکا ہے۔ ۲۰ ہزار فوج اور مدد کو آرہی ہے۔ بعلبک میں
بھی ۲۰ ہزار آدمی ور امداد کو جمع ہو رہا ہے۔ ابو عبیدہ جراح نے خالد کو بلاکر صلاح لی خالد نے
رائے دی کہ عمر عاص کو روکا جائے کہ جنگ میں تعجیل نہ کریں۔ میں بعلبک جاتا ہوں
وہاں کا مجمع ہنوز بے ترتیب ہے۔ اوسکو منتشر کرتا ہوا۔ مسلمانوں سے فلسطین میں جاملتا ہوں
خالد نے پانچ ہزار جرار تجربہ کار ساتھ لئے اور مجمع بعلبک پر اچانک چھاپہ مارا۔ ۲۰ ہزار کے
مجمع کو ایک دن میں تتر بتر کرڈالا۔ کچھ مجمع بھاگا اور نخل میں لشکر سے جاملا۔ کچھ لوگ
وہیں کھیت رہے۔ باقی منتشر ہوکر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ مال غنیمت اور فوج کے ہتھیار
بہت کچھ ہاتھ لگے۔ خالد نے فتح کا شادیانہ۔ لوٹ کا سامان ابو عبیدہ جراح کو بھیجا۔ ہتھیار
ساتھ لئے اور فلسطین جا پہونچے۔ ابو عبیدہ جراح نے فتح بعلبک کی خوشخبری پائی مگر رومیوں
کی کثرت معلوم ہوئی تو دمشق میں ایک بااثر کو اپنا قائم مقام کیا۔ خود ساتھیوں سمیت فلسطین کو
روانہ ہوئے۔ رومیوں نے ہر چہار جانب سے مسلمان پہونچتے پائے۔ اور فوج کا تانتا دیکھا
تو ابو عبیدہ جراح کو تخویف نامہ لکھا۔ اور کسی معاملہ فہم کو گفتگو کے واسطے طلب کیا۔ ابو عبیدہ جراح
نے معاذ بن جبل کو کہ لشکر اسلام میں بڑے کوہ تھے۔ سفارت کیلئے منتخب کیا۔ یہ عرب کے
بے تکلفانہ اور سپاہیانہ وضع سے پہونچے۔ ادھر رومیوں نے اظہار شوکت کیلئے کوچ۔ کرسی
دنگل سے دربار سجایا۔ مخمل کا راستہ بنایا۔ اونی قالین بچھائے۔ ریشمی پردے لگائے۔
یہ لب فرش پہونچکر گھوڑے سے اتر پڑے۔ راس ہاتھ میں تھام کر زمین پر بیٹھ گئے۔ ہر چند
رومیوں نے عزت سے کرسی دنگل پیش کئے۔ مگر معاذ نے تکلفات سے کراہت کی۔ رومیوں سے

پوچھا کیوں بلایا ہے۔ کیا چاہتے ہو۔ رومیوں نے کہا ہم نے سنا ہے تم حضرت مسیح کو رسول مانتے ہو۔ پھر ہم سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں ہمارے مال کو غنیمت جانتے ہو۔ ہمارے لوگوں کو کیوں بردہ بناتے ہو۔ معاذ نے کہا بیشک ہم مسیح کو رسول تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہم وحدہٗ لاشریک پر ایمان لائے ہیں۔ اوسی پر بھروسہ رکھتے ہیں حضرت محمد کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں۔ حرام حلال میں فرق رکھتے ہیں۔ تم تثلیث کے قائل ہو اصنام پرستی تمھارا شیوہ ہے۔ شرک تمھارا مسلک ہے۔ کثرت لشکر پر اتراتے ہو۔ احکام مسیح کے خلاف کرتے ہو۔ شیطان کے بہکائے پر چلتے ہو۔ حرام کو حلال بنا رکھا ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ تم بھی اسلام قبول کر لو ہمارا ساتھ دو۔ یا جزیہ دینا منظور کرو۔ رومیوں نے جواب دیا۔ نہ اسلام تسلیم ہے۔ نہ جزیہ دینا گوارہ ہے۔ یوں صلح کر لو کہ جو مقامات تمھارے قبضہ میں آ چکے ہیں۔ اونکو بدستور اپنے تحت میں رکھو۔ آگے دست طمع نہ بڑھاؤ۔ اور ہم تم دونوں مل کر فارس پر حملہ کریں۔ وہاں کا ایوان حکومت متزلزل ہے۔ عنان حکومت برائے نام عورت کے ہاتھ میں ہے۔ تاج و تخت کا مالک ہنوز نافہم ہے۔ معاذ نے نامنظور کیا۔ صلح موقوف رہی۔ جنگ کی تیاریاں ہو گئیں۔ دونو لشکر مقابل ہوئے۔ ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے آواز بلند کہا کہ بھائیوں خدا پر بھروسہ کرو خاطر جمع رکھو کہ وہ حامی مددگار ہے۔ قلت اور کثرت کا اندیشہ نہ کرنا۔ ایک ساتھ حملہ کرو۔ جو جان دیگا۔ شہادت پائے گا۔ جو بچے گا اور فتح و ظفر دیکھے گا مال غنیمت ہاتھ آئے گا۔ فوج اسلام مرتب ہو کر ایک دم کفار پر ٹوٹ پڑی۔ دم کے دم میں خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ رومی منتشر ہو کر بھاگ نکلے۔ لکھتے ہیں کہ اس روز اکثر نبرد آزماؤں نے بڑے کارنمایاں کئے۔ قیس بن ہبیرہ رومیوں کے قلب لشکر میں گھس گئے۔ دس نیزے ٹوٹے۔ دو تلواریں بیکار ہوئیں۔ ۳۰۰ رومیوں کو مارا ۷ زخم کھائے۔ اور صحیح سلامت واپس آئے۔

رومی فوج بھاگ کر پھر پلٹی۔ اور قلب لشکر پر حملہ کیا۔ قلب میں خالد کی کمان تھی۔ خالد عادت کے موافق سر برہنہ ہوکر بھڑ پڑے۔ اور جم کر لڑے۔ رومی بھاگ کھڑے ہوئے۔ کثرت سے مال غنیمت ہاتھ آیا۔ بند ہوئے گرفتار ہوئے۔ اس جنگ میں ۱۱ ہزار رومی اور ۷ سو مسلمان کام آئے ابو عبیدہ جراح نے فتح فلسطین کی عرضداشت اور غنیمت کا خمس دربار خلافت کو روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں نامہ مسرت بھیجا۔ اور حکم دیا کہ اتنے دنوں وہاں آرام لو کہ سعد وقاص عراق کی مہموں سے فارغ ہوکر تم سے آملیں۔

جنگ قادسیہ ۱۵ھ ۶۳۶ء

حضرت عمرؓ نے عراق کی ہزیمت سے مسلمانوں کو دل شکستہ پایا۔ اور اس واقعہ سے مقبوضہ علاقہ میں بغاوت کے آثار دیکھے۔ تو جریر ابن عبداللہ بجلی کو فوج دے کر مثنیٰ شیبانی کی امداد کو روانہ کیا۔ جریر نے قریب ہوکر مثنیٰ کو لکھا کہ تم نے اکیلے پن سے ساری فوج کٹوا دی۔ خود جراحت کے بہانے راحت منا رہے ہو۔ مثنیٰ نے جواب دیا کہ اس طعن و تعریض سے کیا حاصل۔ لاف زنی شیوہ مردانگی سے بعید ہے۔ یہ شکست میرے نصیبوں کا لکھا تھا پورا ہوا۔ گھوڑوں کے بگڑنے سے سواروں پر آبنی۔ سپہ سالار مارا گیا۔ نامی سردار لڑکر کام آئے۔ لشکر بیکار ہو گیا۔ پیدلوں نے بیدلی کی۔ بیر اُکھڑ گئے۔ میں ابتک سرحد پر قدم جمائے۔ کاری زخم کھائے پڑا ہوں۔ اور دشمنوں کے متواتر حملے روک رہا ہوں۔ ہر چند کہ زخم ابھی تک آئے ہیں۔ اور جان کے بھی لالے ہیں۔ مگر لڑنے مرنے کو تیار ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اور کر رہا ہوں وہ ظاہر ہے۔ اب امیرالمومنین نے تم کو بھیجا ہے آئے ہو تو کچھ کر دکھاؤ۔ انجام کار یہ شیخی بگھار لینا۔ جریر اور مثنیٰ میں بات بڑھتی گئی

حضرت عمر کو یہ جو گذرا۔ آپنے آپس کی نا اتفاقیوں کا بُرا اثر دیکھا۔ عام لشکر کے اسرار پر
بذات خاص عراق کا قصد فرمایا۔ پھر کچھ سوچ سمجھکر حضرت علی سے رائے لی۔ آپنے فرمایا کہ
اس ارادے سے بندھی ہوئی دھاک جاتی رہیگی۔ فوجی جماعت کا بھرم کھل جائے گا۔
مدینہ سے باہر قدم نکالوگے تو گرد کے دشمنوں کو سر اوٹھانے کا موقع ملیگا۔ عاقلانہ مصلحتوں سے
فسخ عزیمت فرمائی۔ اور عبدالرحمن عوف کی صلاح سے سعد ابن وقاص کو دونو سرداروں پر
افسر بنایا۔ اور ۷ ہزار سوار دے کر عراق کو روانہ کیا۔ پیچھے امدادی فوجوں کا تانتا باندھ دیا۔
سعد وقاص منزل اشراف پر پہونچکر خیمہ زن ہوے۔ امدادی فوجیں پہونچ پہونچکر جمع ہونے
لگیں۔ مثنیٰ شیبانی کے جراحتہائے جنگ دن بدن بگڑتے گئے۔ آخر کار جان پر بن گئی۔ سعد
میدان جنگ میں پہونچتے ہی بیوہ شیبانی سلمہ بنت حفص کی تیر نظر کے گھائل ہوگئے۔ ایام
عدت گذرنے پر نکاح کرلیا۔ اور برف باری کا زمانہ وہیں عیش سے کاٹا۔ بہار کا موسم آگیا۔ تو
سعد کے جسم میں عرق النسا کی نمود ہوئی۔ مزید براں احتراق خون سے آبلے بھی نمودار ہوے
ادھر خلافت کا تاکیدی فرمان پہونچا۔ مجبورًا قادسیہ کو کوچ کرنا پڑا۔ مسلمانوں کا معمول تھا کہ
کہ دیہاتوں سے رسد کا سامان لوٹ لاتے۔ بستیاں اوجاڑ آتے۔ آبادیوں کی بربادی سے
رعایا فریادی ہوئی۔ ایرانی دردولت پر ہاے واویلا مچائی۔ پوران دخت معزول ہوچکی تھی
شاہی تخت وتاج کا وارث یزدجرد بن شہریار سریر آرائے حکومت تھا۔ اوس نے عربوں کو
سر پر چڑھ آتے پایا۔ سعد سے کہلا بھیجا کہ گفتگو کیلئے معاملہ فہموں کو ہمارے دربار میں بھیجو
سعد نے ۱۴ سردار منتخب کئے۔ اور عاصم بن عمر ابن خطاب کو سر سالار بنایا۔ یہ لوگ دجلہ
اوتر کر مدائن پہونچے۔ اور دربار شاہی میں باریاب ہوے۔ بارگاہ شاہی ساز و سامان سے
آراستہ تھی۔ ایرانی قالینوں کا فرش۔ حریر کے پردے تخت زمردیں پہ یزدجرد صدر نشین تھا۔

دونو پہلوؤں میں خاندان شاہی کے ارکان ۔ تاج ہائے زریں پہنے کرسی نشین تھے حاشیہ کے
ڈنگلوں پر اراکین سلطنت اور سرداران افواج یونیفارم میں رونق افزا ۔ آہنی دستانے ۔
چرمی موزے ۔ فولادی خود ۔ زرہ ۔ جھلم ۔ جلتہ ۔ جوشن ۔ بکتر ۔ چار آئینے لگائے پس پشت غلامان
زریں کمر استادہ ۔ خواصی میں منصب دار ۔ روبرو خاص بردار ۔ حالی وموالی دست بستہ حاضر
شاہ نے سفراء اسلام کو اپنے سرداروں میں بیٹھنے کیلئے اشارہ کیا ۔ مگر مغیرہ ہاتھ میں لانبے بانس کا
نیزہ ۔ پہلو میں ترکش تیکلوں سے بھرا ۔ دوش پر کمان جسم میں چمڑے کی زرہ ۔ تلوار کپڑے میں
لپٹی بغل میں دبائے ۔ یزدجرد کے پہلو میں بیٹھنے کے ارادے بے تکلف تخت پر چڑھ گئے ۔
یہ تن وتوش کے بھاری ۔ اچھے خاصے لحیم شحیم جوان تھے ۔ جواہر نگار نازک تخت ان کا
باربرداشت نہ کر سکا ۔ ٹوٹ گیا ۔ یہ غیر مودبانہ جسارت اہل دربار کو سخت گراں گذری
مگر نوجوان یزدجرد نہایت حلیم الطبع اور فصیح الکلام تھا ۔ بات کو ٹال کر پوچھا کہ تمھاری یورش کا
کیا منشا ہے ۔ مغیرہ نے کہا کہ تین باتیں مقصود ہیں ۔ خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان
لاؤ ۔ ہمارا ساتھ دو ۔ یا جزیہ دینا قبول کرو ۔ اور رسم صاغر ادا کرو ۔ اور اگر یہ بھی منظور نہوگا
تو تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہ فیصلہ کُن ہے ۔ یزدجرد نے پوچھا صاغر چہ معنی دارد ۔
مغیرہ نے جواب دیا کہ اسلام لانے سے انکار ہوگا ۔ اور جزیہ دینا منظور کروگے ۔ تو دستور کے
موافق ایک شخص تازیانہ تان کر تمھارے سر پر کھڑا ہوگا تاکہ اقرار محکم کرو کہ جزیہ وقت پر ادا
کرنے میں تامل اور تساہل نہوگا ۔ مغیرہ کی بے ادبانہ نشست اور بیباکانہ گفتگو شاہانہ آداب کے
خلاف تھی ۔ یزدجرد کو غصہ آگیا ۔ خاک کا ٹوکرا منگاکر اونکے سردار عاصم بن عمر کے سر پر
رکھوادیا ۔ اور رخصت کیا ۔ رستم سپہ سالار افواج حاضر تھا ۔ اوسکو حکم دیا کہ ان سبکو قادسیہ کے
خندق میں توپ آوے ۔ یہ لوگ دربار سے اوٹھ آئے ۔ اور قادسیہ پہونچکر سو سے

تمام سرگذشت دوہرائی - سعد مغیرہ کی اس طرز عمل پر بہت مسرور ہوے اور خاک کے ٹوکرے کو اپنی فتحیابیوں کیلئے فال غیبی سمجھے - رستم وزیر افواج نے عجمی لشکر کو تیاری کا حکم دیا - اور ممالک محروسہ کو فراہمی افواج کیلئے فرمان بھیجے - جاگیرداروں کو شقے لکھوائے -

شیر زاد والی قم - مہران امیر ہمدانی - شیروان شاہ اصفہانی - پچیس پچیس ہزار فوج سے قادسیہ جا پہونچے - ہر چہار جانب سے ایک لاکھ تیس ہزار فوج کا دل بادل گھر آیا - اور قادسیہ کی فضا پر چھا گیا - سعد کے ہم رکاب حرف چالیس ہزار فوج تھی - عجمی بھیڑ بھاڑ سے اندیشہ ناک ہوکر دربار خلافت کو عرض داشت بھیجی - حضرت عمر نے ابو عبیدہ جراح کو لکھا کہ ۲۰ ہزار فوج سے سعد کی امداد کریں - فرمان پہونچتے ہی ابو عبیدہ جراح نے سعد کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ کی زیر کمان ۲۰ ہزار کا آزما جرار روانہ کیئے - اب ساٹھ ہزار فوج کا مجمع مسلمانوں کی جانب بھی ہوگیا - جس میں قبیلہ اغلب کے عیسائی بھی حب وطنی یا دولت ایران کی طمع میں ساتھ تھے - دونو لشکر رزم گاہ میں صف آرا ہو چکے تو قعقاع ہاشم کی فوج کا ہراول آگے بڑھا - اور بہمن قاتل ابو عبیدہ ثقفی پر حملہ کیا - ردو بدل کے بعد بہمن کو تہ تیغ کیا - بزرجمہر ہمدانی فوج مخالف کا بہادر ایرانی بھی قعقاع کے ہاتھ سے مارا گیا - سردار شہریار - رستم سپہ سالار کا بھائی بھی قعقاع کی تلوار کا شکار رہوا اعور بن قطبہ نے شہر براز شاہزادہ سیستان کو مارا - مہران - امیر آذربائیکان رئیسانہ ٹھاٹھ سے کمر مرصع باندھے - دونو کانوں میں گوہر بے بہا کے گوشوارے - شمشیر ہندی حمائل یادیا اوڑا تاشعلۂ آتش کی طرح صف سے باہر نکلا اور مبارز طلب کیا - ادھر سے منذر بن حسان مقابلہ کو سامنے آیا - دونو میں دیر تک کد و کاوش رہی منذر نے نیزہ مار کر گھوڑے سے مہران کو گرادیا اور خود نیچے اوتر کر سر کاٹنے کو تلوار ماری مہران نے پاؤں پر روکی - پیر کٹ گیا - اتفاق سے منذر کا گھوڑا ابھڑکا - اور چھوٹ کر بھاگا - منذر پکڑنے کو اوسکے پیچھے لپکا - جریر بن عبداللہ

بجلی نے بڑھکر مہربان کا سر کاٹ لیا۔ ہتھیار ہتھیا لئے۔ لباس اوتار لیا۔ مندر اپنا گھوڑا پکڑ کر واپس آیا۔ یہاں مہران کا کام تمام ہو چکا تھا۔ سامان پر جریر کا قبضہ دیکھا۔ مندر نے کہا اسکو میں نے نیزے سے گرایا۔ تلوار سے میں نے کاٹا ہے۔ یہ میرا شکار ہے۔ قانون جنگ کے مطابق اس کا سب اسباب میرا مال ہے۔ دونوں میں جھگڑا ہوا۔ چھینا جھپٹی سے ہاتھا پائی کی نوبت آئی۔ دس بیس رئیسان فوج بیچ میں آگئے۔ باہم فیصلہ کرا دیا۔ کمر مرصع مندر نے پائی۔ باقی اسباب جریر کو ملا۔ سامان آنکوایا گیا۔ اہل نظر نے ۳۰ ہزار کا کمر بند دس ہزار کا اور اسلحہ آنکا۔ دونوں لشکروں میں تمام دن معرکہ قتال گرم رہا۔ شام کو اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے۔

صبح ہوتے ہی۔ پھر صف آرا ہوئے۔ فیروز قوی ہیکل پہلوان۔ فیل کوہ پیکر پر سوار جلو میں پیادگان تجربہ کار بڑے بڑے نیزے لئے۔ آگے کر کیت شجاعت فیروز کا کڑکا سناتا۔ باہر نکلا۔ لشکر اسلام سے ابو الہول قبیلہ اسد کا شیر دل سردار جو نہایت تیز دست اور چالاک تھا۔ گھوڑا ابھی اوسکا ہاتھی سے نہ ڈرتا تھا۔ مقابلہ کو آگے بڑھا۔ گھوڑے کو کاوے پر ڈال کر تابڑ توڑ تین وار کئے ایک برچھی بردار پر دوسرا ہودج کے رستے پر تیسرا ہاتھ ہاتھی کے خرطوم پر مارا۔ تلوار سونڈ کو تراشتی صاف نکل آئی۔ ہاتھی چنگھاڑا اور پھریری لیکر جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔ رسا کٹ چکا تھا۔ ہودج کی بندشیں کھل گئیں۔ فیروز ہودج سمیت ہاتھی سے نیچے آرہا۔ ہاتھی کے ساتھیوں نے ابو الہول کو نیزوں سے چھید ڈالا۔ اسلامی بے ڈر گھوڑوں کے سواروں نے گھوڑے بڑھا کر فیروز کو ٹاپوں سے روند ڈالا۔ اور نیزے برداروں کو تہ تیغ کیا۔ فیروز کے مارے جانے سے تمام ایرانی فوج نے جنگ مغلوبہ کر دی۔ تمام دن معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ مسلمان فتحیاب رہے۔ عجمیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور کوتک قادسیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ رسد کا سامان۔ اسلحہ کا میگزین ہاتھ آیا۔ عمارت پر قبضہ ملا۔ سعد نے دار العمارت

میں داخل ہوکر قیام کیا۔ اور فوج کا ہیڈکوارٹر بنایا۔ تیسرے روز بڑے جوش وخروش اور شان وشوکت سے عجمی آگے بڑھے۔ سب سے پہلے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی۔ پہلوؤں میں پیدل پیچھے سواروں کے پرے تھے۔ عرب گھوڑے ہاتھیوں کا کجلی بن دیکھ کر بھچکے۔ اور پچھلے پیروں بھاگے۔ سواروں نے ڈرتے ہوئے گھوڑے چھوڑ دئیے۔ اور پیادہ ہوکر بھالے سنبھالے اور ہاتھیوں پر پل پڑے۔ جلو کے عجمی سواروں نے ہاتھیوں کو پس پشت ڈالا۔ اور مقابلہ کو آگے بڑھے۔ شہنشاہ ایرانی سواروں کا سردار۔ بالا قامت۔ سرخ وسفید رنگ کھڑا کھڑا نقشہ ڈاڑھی منڈی۔ بڑی بڑی مونچھیں۔ سر پر تاج زر۔ کمر میں مرصع خنجر۔ ہاتھوں میں طلائی کنگن۔ بائیں کان میں گوہر بے بہا کا دُر۔ بر میں دیبائے زرکش کی قبا۔ ڈاب میں شمشیر اصفہانی تُرکی نسل کا بادپا اڑاتا۔ صف سے ابھر آیا۔ چار نامی اسلامی کارآزماؤں کو تہ تیغ کیا۔ عمر معدی کرب نے یہ دیکھ کر گھوڑا اٹھایا۔ اونکے بھائی بھتیجوں نے سمجھایا کہ یہ جوان ہے اور بہت چالاک دست ہے۔ تمھارا بوڑھاپا ہے جوانی کی قوت باقی نہیں ہے۔ خالی شجاعت کا جُثا ہے۔ عمر معدی کرب نے ایک کی نہ سنی بڑھکر مقابل ہوگئے۔ وار چلنے لگے۔ عمر معدی کرب نے تلوار مار کر شہنشاہ کو نیچے گرادیا۔ سر کاٹ کر ہتھیار اور پوشاک اوتار لی۔ تمام لشکر میں واہ واہ ہوئی۔ جنگ مغلوبہ چھڑ گئی۔ ایرانیوں کا پلہ آج کے روز بھاری رہا۔ مسلمان پیچھے ہٹتے کو شک۔ قادسیہ تک واپس آئے۔ ابو المحجن ایک نبرد آزما کو سعد نے شراب نوشی کی علت میں نظر بند کر رکھا تھا۔ وہ قید خانہ کے جھروکے سے اس ہزیمت کو دیکھ رہا تھا۔ سعد کی زوجہ سلمیٰ سے کہلا بھیجا کہ کسی طرح تھوڑی دیر کیلئے میری بند قید کھلوا دے تو عجمیوں کو مزا چکھا دوں۔ سلمیٰ کہ پہلے مثنیٰ شیبانی کی زوجہ تھی ابو المحجن کی چالاک دستیوں اور نبرد آزمائیوں سے آگاہ تھی۔ بند قید کھلوا دئے۔ سعد کی سواری اور

ہتھیار دیدئے۔ دوسرے دن ابو المہجن نقاب ڈالکے سعد کی مادیان ابلق پر سوار ہوکر کوشک قادسیہ کے نیچے آکر ٹھہرا۔ سعد اوسے دیکھ کر حیران ہوتے رہے۔ لشکریان عجم روز گذشتہ کی کامیابی پر اتراتے۔ کوس و دف بجاتے۔ غوغا مچاتے آگے بڑھے۔ ابو المہجن نے مادیان کو مہمیز دی۔ تلوار کو علم کیا۔ دشمن کی صفوں میں گھس گیا۔ اوسے دیکھ کر فوج اسلام میں جوش پیدا ہوگیا۔ نعرۂ تکبیر کہکر یکدم حملہ کر دیا۔ بات کہتے کہتے کشتوں کے پشتے بنا دئے سعد کوشک قادسیہ کے جھروکوں سے جنگ کا تماشہ دیکھتے رہے۔ اور ششدر ہوتے رہے تمام دن تلوار سے تلوار کھنکتی رہی۔ اس روز مسلمان ور رہے۔ شام ہوئی تو فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس ہوئیں۔ سلمیٰ نے سعد سے آج کی لڑائی کا رنگ پوچھا۔ سعد نے کہا آج بھی ہزیمت کا سامنا تھا۔ مگر واللہ اعلم خدا نے اپنی رحمت کاملہ سے کوئی فرشتہ یا حضرت خضر کو مدد کیلئے بھیجدیا۔ ایک نقاب پوش نے دشمن کی فوج میں گھسکر بل چل ڈالدی۔ اوسکی دیکھا دیکھی ہماری فوج بھی پل پڑی۔ اور جان توڑ کر لڑی۔ گو کفار بھی اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ مگر نقاب پوش کی بدولت پلہ مسلمانوں ہی کا بھاری رہا۔ سلمیٰ نے ابو المہجن کا قصہ دوہرایا۔ سعد نے ابو المہجن کو بلوا کر خطا معاف کر دی۔ اور بہت تعریفوں کے بعد سمجھا بہلا کر مے نوشی سے توبہ کرائی۔

دوسرے روز فوج عجم پہلے دن کی طرح ہاتھیوں کے عظیم جھرمٹ سے آگے بڑھی۔ سعد آبلوں سے زخم دار تھے۔ ایک سیدھے اور سلیم الطبع گھوڑے کو سجوا کر خود فوج کے ساتھ چلنے کو آمادہ ہوئے۔ ماتحت سرداروں نے روکا کہ تم علت سے مجبور ہو۔ ہم لوگ حاضر ہیں جب تک جان میں جان ہے کمی نکریں گے۔ تمھاری مستعدی اور جوانمردی کو زمانہ جانتا ہے۔ اتنا سہارا پاکر سعد دار العمارت کی چھت پر جا بیٹھے۔ اور جنگ کا نظارہ کرتے رہے۔ ہاتھیوں کا

کالا پہاڑ اسلامی فوج کو دباتا چلا آتا تھا۔ سعد دیکھ دیکھ کر بے چین ہوئے جاتے تھے۔ اور کروٹیں بدل رہے تھے۔ سلمیٰ سعد کی منکوحہ بھی پاس بیٹھی تھی۔ بولی۔ ہائے افسوس اسوقت مثنیٰ نہوا۔ سعد نے سنکر جوش رقابت میں سلمیٰ کے منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ کہ مثنیٰ ہوتا تو کیا بنا لیتا۔ سلمیٰ نے چین بجبیں ہوکر کہا کہ سبحان اللہ بزدلی اور اتنا تیہا۔ جنگ سے منہ چوری اور یہ سینہ زوری۔ ہاتھیوں کا ریلا اسلامی پیدلوں کو بہت پیچھے دبالایا۔ روز روز کے سابقہ سے عرب کے اکثر گھوڑے ڈھیٹ ہوگئے تھے۔ عمر معدی کرب نے اپنا ڈرتا ہوا گھوڑا چھوڑ دیا۔ نڈر گھوڑا بدل کر بھالا سنبھالا۔ اور آگے بڑھے۔ ساتھ کے جو ہیت بھی بے جھجک گھوڑوں پر پیچھے ہوئے۔ ہاتھیوں کی صف کے مقابل آکر نیزوں کی انیوں سے ہاتھیوں کی آنکھیں پھوڑنا شروع کردیں۔ اکثر جان فروش کچل کر جان بحق ہوئے۔ آنکھیں پھوٹے ہاتھی چوندھیائے چنگھاڑ کر پیچھے بھاگے۔ ان کے ساتھ ہی تمام ہاتھیوں نے منہ موڑ لئے سواران اسلام پیچھے برچھے چبھوتے۔ ہکاتے اور بھگاتے آگے بڑھے۔ ہاتھیوں کے بے تحاشہ بھاگنے سے عجمی فوج میں بھاگڑ پڑگئی۔ سارا لشکر تہ و بالا ہوگیا۔ سواروں کے پرے بگڑ گئے۔ پیدلوں کی صفیں اولٹ گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے سامنے سے ہاتھیوں کی کالی گھٹا چھٹ گئی۔ رزم گاہ کا مطلع صاف ہوگیا۔ سواران اسلام نے تیغیں علم کرلیں۔ گھوڑے ڈالدیئے۔ اور ایک دم حملہ آور ہوئے۔ ایرانی بھی جھنجلاکر بھڑ پڑے۔ اس قیامت کا رن پڑا کہ نعروں کی گرج سے زمین لرز گئی۔ ایرانیوں کے دل دہلے۔ جی چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور مدائن کا رخ کیا بہت سامال اسباب۔ ہتھیاروں کا میگزین۔ رسد کا ذخیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ سعد نے شجاعت معدی کرب کی صفت و ثنا۔ دیگر سرداروں کی جانفشانی کا حال فتح قادسیہ کی مبارکباد۔ مال غنیمت کا خمس حضور خلافت میں روانہ کیا۔ جواب میں حضرت عمر نے حوصلہ

افزائی کے لئے عربی گھوڑے۔ نازک نازک تلواریں فاتحین کو انعام میں بھیجیں۔ اور اظہار مسرت فرمایا۔

فتح مدائن

ہزیمت خوردہ عجم مدائن کو بھاگے۔ سعد نے دس ہزار جرار دل سے بھاگتوں کا تعاقب کیا۔ ایرانیوں نے دیکھا کہ عرب پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ اور تعداد میں بھی ہم سے کم ہیں۔ پلٹ پڑے۔ اور جان توڑ کر لڑے۔ مگر اتفاق سے ہلال بن القمہ رستم سے دوچار ہوگیا۔ یہ ایران کا وزیر اور لشکر کا سپہ سالار تھا۔ دیر تک رد و بدل ہوا کی۔ ہلال نے رستم کو تہ تیغ کیا۔ عجمی فوج بے سردار ہوکر نہ تھم سکی۔ جان چھوڑ کر بھاگی دجلہ پار اتر کر مدائن کا رخ کیا۔ بھاگے لشکر کی بھیر دریا کے پلوں کو توڑ تی گئی۔ فتحیاب عرب ساحل دجلہ تک پہونچے تو پلوں کو شکستہ پایا دریا طغیانی پر تھا۔ ناؤ کا کہیں تھل بیڑا نہ تھا۔ گھوڑے دریا میں ڈالدیئے۔ یزدجبرد نے دار العمارت مدائن سے عربوں کو چڑھا ہوا دریا اترتے دیکھا تو ششدر ہوگیا۔ جان بچاکر جلولا کو بھاگا۔ سعد نے دار العمارت مدائن پہ قبضہ پایا۔ قتل عام اور شہر کی لوٹ کا حکم دیا۔ شہر سے مال غنیمت بہت کچھ ہاتھ لگا۔ وہ دار العمارت میں لاکر ڈھیر کیا گیا۔ سعد ٹھکانے سے بیٹھے تو شاہی ایوان کے کمرے کھلوائے۔ مسلح خانوں کے قفل۔ توشک خانوں کے صندوق توڑے گئے۔ کثرت سے سامان تھا۔ ایک بڑا احاطہ گھیر الیا۔ اسباب نکال نکال کر قرینے سے نمائش و تقسیم کیلئے سجایا گیا۔ دور تک میدان تختہ زریں بن گیا۔ شاہان گذشتہ کی بیشمار یادگاریں خاندان کیانی سے لیکر نوشیروان عادل تک کے نوادرات۔ عجائبات میں ایک نقرئی گھوڑا تھا جس پر سونے کا زین کسا۔ سینہ بند میں بہت بڑا یاقوت جڑا۔ سونے کی اونٹنی۔

مینا کار پالان - سوار اُسکا سرتاپا جواہر میں غرق - ہاتھ میں موتیوں کی مہار - بہار کے نام کا ایک فرش تھا جس پر جواہرات کا گلزار کھلا - وسط میں زمرد کا سبزہ گرد الماس کی جدول - گنگا جمنی شجر - سنہری بیلیں - حریر کے پتے - جواہرات کے شگوفے - یاقوت و پکھراج کے پھل پھول - اوسکے متعلق مے نوشی کا پر تکلف سامان - زریں مینا کار صراحیاں جڑاؤ ساغر - مرصع ظروف - جواہر نگار میز کرسیاں - نوشیروان عادل کا تاج و تخت شاہان گذشتہ کی تلواریں کسریٰ کیقباد ہرمز کی کمر کے خنجر - ہزارہا بیش قیمت زرہیں - سونے چاندی - زیور - جواہرات کے ڈھیر - ملبوسات شاہی کا انبار - شاہانہ تزک و احتشام کے درباری ساز و سامان - غیر ممالک کے عجائب و غرائب - متحدہ سلطنتوں کے بھیجے ہوئے تحائف تھے -

سعد نے تمام لشکر کے مجمع میں اس مال غنیمت کے پانچ برابر حصے کئے - چار فوج پر تقسیم کردئے - پانچواں حصہ جس میں - نقرئی گھوڑا - طلائی اونٹنی - زمردیں فرش - شاہان گذشتہ کے خنجر - نوشیرواں کا مکلل تاج - درباری لباس - اقبال پارینہ کی نشانی - درفش کاویانی - اور بہت سے نادرات زر و جواہر - یہ خمس غنیمت اور فتح مدائن کی تہنیت - دربار خلافت کو بھیجی - مسجد میں مہاجر و انصار کا مجمع ہوا صحن میں خمس غنیمت سجایا گیا - اکثر صحابہ کی رائے اور حضرت عمر کا ارادہ تھا کہ یہ یادگاریں ہیں بدستور قائم رکھی جائیں - مہاجر و انصار چاہتے تھے کہ حصہ بانٹ ہو جائے - حضرت علی سے رائے لی - آپ نے فرمایا یہ سب لوٹ کا مال ہے - گھوڑا - اونٹنی - نمائشی تفاخر کا سامان ہے - فرش بہارین مے نوشی کی یادگار ہے - جماعت اسلام کی رائے سے سامان زریں کے پرخچے - درفش کاویانی کے چیتھڑے فرش بہارین کی دھجیاں - اڑا ڈالی گئیں - باہم حصے بانٹ لئے - حضرت عمر کو تقسیم غنیمت سے

فراغت ہوئی ۔ تو سعد کو فرمان بھیجا کہ تم مدائن میں دم لو ۔ اور دمشقی فوج کو بہت جلد فلسطین واپس کر دو ۔

جنگ حمص و انطاکیہ

فتح فلسطین کے بعد کچھ دنوں دم لیکر ابو عبیدہ جراح نے دربار خلافت کو عرضداشت کی کہ انطاکیہ میں قیصر کی جانب سے مقابلہ کی تیاریاں ہیں ۔ یہ افواہ سنکر اکثر سرحدی جرگے باغی ہو گئے ہیں ۔ اور بعض مدعیان ریاست نے سر اوٹھایا ہے ۔ اتنے دنوں التوار جنگ سے موجودہ لشکر شام بھی طالب آرام ہو گیا ہے لشکری کثرت سے مے نوشی کے حریص ہیں ۔ انسداد شرانگواری کیلئے مناسب حکم نافذ فرمایا جاوے ۔ اور مجھکو بیت المقدس کیجانب بڑہنے کی اجازت عطا ہو ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ لیکر ۸۰ کوڑے مے نوشی کی سزا کا قانون نافذ فرمایا ۔ اور ابو عبیدہ کو حمص کی طرف بڑہنے کی اجازت دی ۔ ابو عبیدہ جراح نے عامر بن صفوان کو دمشق میں اپنا نائب کیا اور خود پانچہزار سوار جرار اور افسران تجربہ کار سے دفعتاً قلعہ حمص پر دہاوا کر دیا ۔ محافظان قلعہ سے کچھ تدبیر بن نہ پڑی تو قلعہ بند ہو گئے ابو عبیدہ نے لشکر پھیلاکر حصار کا محاصرہ کر لیا ۔ رسد کی راہیں روک دیں ۔ راستوں پر چوکیاں بٹھا دیں ۔ پھاٹکوں پر پہرے لگا دئیے ۔ خالد ابن ولید ۔ اور یزید بن ابو سفیان اور عمرو بن عاص وغیرہ ۔ قلعہ کے گرد طلایا گھومتے رہے ۔ پانی کی بندش اور رسد کی روکش سے محصوران قلعہ بلبلا اٹھے ۔ جان پر کھیل کر قلعہ سے باہر نکل پڑے اور جان توڑ کر لڑے ۔ مگر شکست کھا کر پھر قلعہ بند ہو گئے ۔ رات جوں توں کاٹی ۔ صبح کو قلعہ داروں نے ۱۰ ہزار دینار نقد دے کر جان چھوڑائی ۔ اور قلعہ خالی کر دیا ۔ باشندگان حصار سے ۴ دینار فی کس سالانہ جزیہ پر صلح ہو گئی جان و مال کی امان دی گئی ۔ قلعہ میں عمل دخل ہو چکا تو

لشکر اسلام نے اطراف حصار کو تاخت وتاراج کیا - مال غنیمت سمیٹا - عیال و اطفال کو لونڈی غلام بنایا - خمس دربار خلافت کو بھیجا - باقی آپس میں بانٹ لیا - ابو عبیدہ نے خود حمص میں قیام کیا - خالد کو دمشق اور عمر عاص کو اردن واپس کیا - حمص کا قلعہ دار مرتا کھپتا انطاکیہ پہونچا - ملک ہرقل کے آگے - رویا پیٹا - لڑائی کی داستان شکست کی سرگذشت سنائی - قیصر حالات سنکر بہت چراغ پا ہوا - سرداران لشکر پر بہت لعنت ملامت کی کہ اسقدر لشکر کی کثرت اور اتنا سامان حرب اور پھر بھی بے سر وسامان قلیل عربوں سے شکست پر شکست کھا رہے ہو - تمام دمشقی اضلاع اردن - حیرہ - دمشق فلسطین حمص ہاتھ سے گنوا دئے - غیرت وہو چکی - خدا جانے حمیت قومی کیا کی - اس ذلت سے تو یہی بہتر ہے کہ شام کے ملک کو خیرباد کہوں - کہیں اور چلا جاؤں - ایک ذی فہم دیرینہ سال نے ہاتھ باندھکر عرض کی - جہاں پناہ - جان کی اماں پاؤں تو کلمہ حق زبان پر لاؤں یہ شکست ہمارے افعال کا وبال - حرکات قبیحہ کا نتیجہ ہے - ہر وقت شراب میں الست بادۂ نخوت میں سرمست - سیہ کاریوں میں غلطاں پیچاں ہیں شجاعت پر اتراتے لڑائی سے جی چراتے ہیں - عزت کا پاس نہیں - قوم کا لحاظ نہیں - نفاق ہماری رگ رگ میں سمایا ہے - ظلم ہمارا پیشہ - دغا ہمارا شیوہ - جھوٹ تو گھٹّی میں پڑا ہے - دولت کے سامان سے خدا نے مستغنی کیا تھا - ہم نے اوسکی قدر نہ کی - اب وہ رفتہ رفتہ چھنتی جاتی ہے عربوں کو دیکھئے لوٹ کی طمع میں جان دے دے کر لڑتے ہیں - جوں جوں مال غنیمت پاتے ہیں دل بڑھتے جاتے ہیں مرنے کھپتے - آگے بڑھتے چلے آتے ہیں - لڑنے پر آمادہ - مرنے پر دلدادہ ہیں اونکے اخلاق میں ہمہ خوبیاں ہیں - سب کے سب اتفاق پسند - قوم کے دردمند ہیں - دھن کے پکے - قول کے سچے - بات کے دھنی ہیں - کسی حال میں ہوں خدا کو بھولتے

نہیں - نہ مصیبت میں گھبراتے ہیں - نہ فراغت پر اتراتے ہیں - اعمال کے صالح - قول کے صادق - فرد فرد دلیر - ثابت قدم - راست باز - مستقل مزاج ہے - یہی وجہ ہے کہ فتح وظفر انکی ہمساز ہے - شام کا زرخیز ملک سب لڑے بھڑے چھوڑ دینا ناموسی کی بات ہے قومی حمیت شاہنشاہی قوت - ہمت کا زور صرف کرنے کا یہی موقع ہے - قیصر قوم کی بے حمیتی سے ہمت ہار چکا تھا - مگر بوڑھے کی گفتگو سے پھر چونک اوٹھا - روم - قسطنطنیہ - جزیرہ آرمینیہ احکام بھیجے کہ بہت جلد فوجیں پایۂ تخت انطاکیہ کو روانہ کیجائیں - سرحدی جاگیردار اپنے اپنے قبیلوں کو ساتھ لیکر حاضر ہوں - فرمان پہونچنے کی دیر تھی کہ تمام شہروں سے لشکر - اطراف سے عیسائی گروہ جوق جوق چل کر حاضر ہونے لگے - تھوڑے عرصہ میں چار لاکھ کا ٹڈی دل فضائے انطاکیہ پر چھا گیا - شہنشاہ ہرقل نے ماہاں کو افواج کا وزیر بنایا - لشکر نے حمص کیجانب حرکت کی - جاسوسوں نے ابوعبیدہ کو خبر دی - ابوعبیدہ نے اس عظیم لشکر سے تاب مقابلہ نہ دیکھی - حمص خالی کر دیا - اور دمشق چلے آئے - دربار خلافت کو اطلاع دی کہ چار لاکھ رومیوں نے یورش کی ہے - میں قلیل لشکر سے مقابل ہونا مناسب نہ سمجھا - حمص چھوڑ کر دمشق چلا آیا - رومیوں کا لاؤ لشکر دیکھ کر اطراف کی ریاستیں منحرف ہو چلی ہیں - سرحدی جرگوں نے دشمن سے ساز کر لیا ہے - حمص کی عیسائی رعایا بھی خلاف ہو رہی ہے - جہانتک جلد ہو سکے امدادی فوجیں عنایت ہوں - حضرت عمر مسجد میں تشریف فرما تھے - قاصد نے عرضداشت پیش کی - مضمون پڑھکر سخت متردد ہوئے چہرہ متغیر ہو گیا - قاصد سے پوچھا دشمن کہانتک آچکے ہیں - قاصد نے عرض کی جب میں چلا تھا تو یرموک سے تین یا چار منزل پر پڑاؤ تھا - آپنے کہا وقت کم - فاصلہ زیادہ افسوس اب کیا ہو سکتا ہے - یہ فرماکر بلند آواز سے رونے لگے - ہم دردان حالت تھی

ہم ساز ہوے - خوب ڈاڑہیں مار کر روئے - صدائے گریہ سے مسجد گونج اوٹھی پھر کچھ سوچ کے - سمجھے - اپنے اضطرار ساتھیوں کے اضطراب کو محسوس کیا - فرمایا قلت لشکر سے گھبرانا - کثرت پر اترانا - خدا کے وعدے کو بھولانا ہے - تقدیر پر شاکر رہ کر تدبیر کامحل ہے - بذات خاص اس مہم پر تشریف لیجانے کی تیاریاں فرمائیں - اہل مدینہ کی عرض و معروض - اعزاکی روک تھام - صحابہ کے اصرار پر فسخ عزیمت فرمائی - اور سوید انصاری کو تین ہزار نبرد آزمادے کر روانہ فرمایا - پھر دو ہزار فوج سے اور مدد دی - ہاشم بن عتبہ بھی معہ ۲۰ ہزار فوج مدائن سے واپس آگئے - کل فوج اسلام ۴۵ ہزار دمشق میں جمع ہو گئی - ابو عبیدہ جراح نے دمشق سے چل کر یرموک میں قیام کیا - کیونکہ یہ موقع جنگ کیلئے مناسب اور عرب کی سرحد سے ملحق تھا - ماہان کے ساتھ چار لاکھ کا انبوہ تھا مگر بارہا کا شکست خوردہ - اون کے سروں میں انتقامی سودا تھا - لیکن دلوں پر فتوحات گذشتہ کا رعب - پیٹ میں پچھلی شکستوں سے ہول سمایا ہوا تھا - ماہان نے سوچا کہ عرب لوٹ کی طمع میں لڑتے اور بڑہتے چلے آتے ہیں - کچھ دے لیکر ٹال دئے جائیں قاصد کے ہاتھوں ایک معتمد معاملہ فہم کو گفتگو کیلئے طلب کیا - ابو عبیدہ نے اس تحریک سے دشمن پر اپنی وجاہت کا اثر محسوس کیا - خالد ابن ولید کو حکم دیا کہ جاؤ سن آؤ - دیکھو کیا کہتے ہیں -

اسلام لائیں تو صلح کر لینا - اطاعت مانیں تو جزیہ کا پیام دینا - کچھ بل کی لیں تو تلوار میان سے باہر دکھا دینا - یقین مانو رومی ہمارا لوہا مانے - دہونس کھائے ہوے ہیں - ورنہ کثرت لشکر پر اتراتے گفتگو کو ہرگز نہ بلاتے - نقد دے کر ٹالیں یا ملک چھوڑ کر بھلائیں ہرگز نہ ماننا - خالد چند سواروں سے روانہ ہوے - ماہان نے خالد کی آمد سنی - تو

اظہار شان و شوکت کیلئے ملاقات کا خیمہ سجایا۔ کچھ دور سے دو رویہ نمودار جوانوں کا پہرہ۔
تھوڑے فاصلہ سے آمد کے راستہ پر بانات کا بچھونا۔ خیمہ میں اونی قالینوں کا فرش۔
ریشمی گاؤ تکیئے۔ صدر میں مسند زریں پر خود متمکن۔ روبرو چوبدار ہاتھوں میں گنگا جمنی عصے۔
سامنے خاص بردار کمر پیٹ کسے۔ کشتیوں میں مہمان نوازی کا سامان لئے۔ گردا گرد سرہنگان
افواج دو زانو زینت آرائے مجلس تھے۔ خالد فاتح لشکر کے نمودار سردار۔ وجیہہ۔ قوی الجثہ
دراز قامت۔ جنگ جو چہرہ۔ غضبناک تیور۔ کمر میں خنجر۔ داب میں تلوار لٹکتی۔ زمین پر
خط کھینچتی۔ عربوں کی بے تکلف سپاہیانہ وضع۔ لاپروائی سے ناک بھوں چڑھائے۔
ابروں پر بل ڈالے۔ داخل دربار ہوئے۔ انھیں دیکھکر حاضرین کے دل دھڑکنے لگے۔
رومیوں کو اپنی کثرت پر ضرور گھمنڈ تھا مگر شکست پر شکست کھانے سے دل دہلے ہوئے تھے
گو رومی عربوں سے شکل و شمائل قد و قامت میں بالاتر تھے۔ لیکن جب کوئی فاتح قوم کا
عرب سامنے آجاتا۔ دل لرز جاتا۔ تعداد میں مسلمان ضرور گھٹے ہوئے تھے۔ مگر متواتر فتح یابیوں سے
دل بڑھے ہوئے تھے۔ ایک عرب دو چار رومیوں کو خاطر میں نہ لاتا۔ ماہان نے خالد کو
دیکھکر تعظیم کی۔ اپنے برابر بٹھایا۔ میزبانی تکلفات کے بعد حرف مطلب زبان پر لایا۔ کہ
پانچ ہزار تمھارے نذر ہیں۔ پانچ ہزار اپنے ساتھی ابو عبیدہ کو دو۔ دس ہزار تمھارے امیر
کیلئے۔ ہزار ہزار سرداروں کے۔ سو سو تمام سواروں کے۔ پچاس پچاس پیادوں کے
واسطے لو۔ اور مفتوحہ مقامات کو چھوڑ اپنا راستہ پکڑو۔ خالد نے کہا۔ تم مسلمان ہو جاؤ
ہمارا ساتھ دو۔ یا جزیہ مانو۔ ہماری رعایا بنو۔ یہ بھی منظور نہو تو ہتھیار سنبھالو سامنے آؤ۔
خالد نے نقد رقم لینے پر ٹھوکر رکھی۔ ماہان نے اسلام لانا۔ جزیہ دینا نامنظور کیا۔ فیصلہ لڑائی پر
موقوف رہا۔ خالد اٹھ گئے۔ جنگ کا الٹی میٹم ہوگیا۔ دونوں لشکر مقابل آئے میمنہ میسرہ

مرتب ہوئے۔ صفیں درست ہو گئیں۔ مگر جنگ میں سبقت کی جرأت کسی کو نہوئی۔ دونوں
فوجیں اپنی اپنی جگہ۔ رکی تھمی۔ سہمی ہیں۔ ادہر عرب رومیوں کی جماعت سے پریشان۔
اودہر رومی عربوں کی فتحیابیوں سے حیران۔ دونو دل تہہ وبالا تھے۔ کہ ایک جوان نو ہیکل
عرب جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا۔ رومیوں کے لشکر سے گھوڑا بڑہا رزمگاہ میں
لاف زن ہوا۔ خالد نے قیس بن ہبیرہ کو اشارہ کر دیا۔ قیس نے پہونچتے ہی نیزہ مار کر گرا دیا
گھوڑے سے اتر سر کاٹ نیزہ پر چڑھایا۔ دونو لشکروں کے درمیان تشہیر کیا۔ ہنڈانا۔
جھنڈے چڑھانا رومیوں کو سخت ناگوار ہوا۔ تپا آ گیا۔ ایک دم دھاوا کر دیا۔ اور دم کے دم
میں عربوں کی میمنہ کو توڑ دیا۔ پیدلوں کی صفیں الٹ دیں۔ وہ منتشر ہو کر کچھ تو قلب
لشکر کے پیچھے ہو لئے۔ کچھ میسرہ والوں سے جا ملے۔ قلب کی فوج تازہ دم تھی۔ اوس نے
آگے بڑھکر رومی لشکر کے اونلے کو روکا میسرہ والے بھی گھوم کر دشمن کے میمنہ پر ٹوٹ پڑے
خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ قیامت کا رن پڑا۔ فوجی باجوں کی صدا۔ نوبت کی ٹکور۔ دہوسے
کی گمگ۔ ڈہل کی مہیب آواز۔ لشکریوں کی چیخ پکار۔ مجروحوں کی ہائے واویلا سے کان
پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ ہزار ہا رومی۔ صدہا عرب کام آ ور کھیت رہے۔ مشہور مشہور
جنگ آزما کام آ گئے۔ عکرمہ بن ابی جہل مارے گئے۔ ضرار بن ازدر شہید ہو گئے۔ ہشام
اور ابو طفیل نے بھی شہادت پائی۔ ہاشم بن عتبہ کی آنکھ جاتی رہی۔ حباش ابن قیس کا
پیر کہو گیا۔ مالک نخعی کے تیر لگا آنکھ کی رگ چھد گئی۔ اشتر ہو گئے۔ (یہی نشانی انکی نام
آوری کی بانی ہوئی۔) دونو فوجیں جان پر کھیلے لڑتی رہیں۔ رومیوں کا مجمع بہت تھا
مگر دل تھوڑے تھے۔ جی چھوڑ دیا۔ عربوں کا رعب بیٹھ گیا۔ رومی بھاگ کھڑے ہوئے
اونکی پشت پر آب یرموک تھا۔ اور اتفاق سے اوس دن طغیانی پر تھا۔ بے شمار

رومی غرق آب ہوئے۔ عربوں کو یہ فتح ایسی نصیب ہوئی کہ رومیوں میں مقابلہ کا دم درود باقی نہ رہا۔ اور اسلام کا رعب دبدبہ ایسا بیٹھا کہ پھر مدت تک عیسائیوں کو سر اوٹھانیکا موقع نہ ملا۔

ابو عبیدہ کے ایک عربی خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک لاکھ پانچہزار رومی مارے گئے۔ چالیس ہزار گرفتار ہوئے۔ ہزارہا کی شناخت نہ ہوسکی۔ ماہان بھاگ کر دمشق کی جانب گیا۔ وہاں عاصم بربوعی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ابو جعید عیسائی نے گزشتہ ظلم کے انتقام میں اپنی ہی فوج کے ۹۰ ہزار بھاگتوں کو راہ میں تہہ تیغ کیا۔ ہزیمت خوردہ انطاکیہ پہونچے۔ ملک ہرقل نے شکست کی سنائی پائی۔ تو شام کو الوداع کہہ کر معہ خدم و حشم قسطنطنیہ چلا گیا۔ ابو عبیدہ نے لگے ہاتھوں حلب پر حملہ کیا۔ لیکن ۳۰ ہزار نقد لیکر اہل شہر کو پناہ دیدی۔ جزیہ باندہ دیا اور مالک اشتر اور میسرہ ابن مسروق کو ہزار ہزار سوار دے کر رومیوں کے تعاقب میں در بند روم تک جانے کا حکم دیا۔ وہاں تین ہزار رومیوں سے مڈھ بھیڑ ہوگئی مگر رومی بھاگ نکلے۔ در بند روم پر اسلامی جھنڈا کھل کر لہرانے لگا۔

ابو عبیدہ مظفر و منصور دمشق واپس آئے۔ تو دربار خلافت کو خمس غنیمت۔ جنگ کی سرگزشت۔ فتح کی مبارکباد بھیجی۔ جواب میں حضرت عمر نے۔ خدا کا شکر۔ غازیان اسلام کا شکریہ۔ شہدا پر افسوس۔ فتح پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور ابو عبیدہ کو لکھا کہ تم دمشق میں ٹھیر کر ملکی معاملات کو دیکھو بھالو۔ عمال کا تعین مقامات مفتوحہ کی حفاظت اضلاع مقبوضہ کی حکومت۔ بیت المال کا بند و بست اطراف شام میں عربوں کی نوآبادی کا انتظام کرو۔ اور ہاشم بن عتبہ کو ۱۲ ہزار عراقیوں سے مدائن بھیجدو کہ جلولا میں

ایرانیوں نے پھر سر اوٹھایا ہے۔

فتح جلولا ۱۶ھ ۶۳۷ء

جلولا میں خزاد رستم سپہ سالار کا بھائی جوش انتقام میں کثرت سے فوجیں اور بیحد سامان رسد مہیّا کر رہا تھا۔ اور جنگ کا ہلہلہ اوٹھایا تھا۔ سعد نے حضرت عمر کو اوسکے منصوبے کی اطلاع دی۔ آپ نے حکم دیا کہ مدائن میں اپنی جگہ کسی با اثر کو چھوڑ دو اور خود جلولا کی طرف بڑہو۔ سعد کو سکھ روگ تھا۔ خود تو ہل نہ سکے۔ عمر بن عتبہ اپنے برادر زادے کو ۱۲ ہزار فوج سے جلولا روانہ کیا۔ ہاشم بن عتبہ بھی ۱۲ ہزار فوج لیکر بھائی سے آملا۔ اور سب سرداروں پر سردار بنکر ۲۴ ہزار فوج سے جلولا کا رخ کیا۔ خزاد نے مسلمانوں کی آمد کا رخ دیکھا تو راستہ میں گوکھرو بچھوا دئے۔ اور خندقیں کھدوا کر شہر کے راستے رکوا دئے۔ رسد کیجانب سے کافی اطمینان تھا۔ خود معہ لشکر قلعہ میں محفوظ ہو بیٹھا۔ اور منصوبہ گانٹھا کہ سردی کا موسم۔ برف باری کا زمانہ ہے۔ محاصرین جاڑے سے اکڑیں گے۔ آپ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ ہاشم نے قلعہ کو بند۔ خندقیں کھدی۔ گوکھرو بچھے پائے۔ تو چاروں طرف فوجیں پھیلا کر جلولا کا محاصرہ کر لیا۔ موسم سرما گذر گیا۔ عرب برف کی سختیاں۔ سردی کی گرمیاں جھیل گئے۔ مگر محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ تعقاع ہاشم کی فوج کا سربراہ۔ سراغ لگاتا۔ کسی راستہ سے فصیل کے قریب پہونچ گیا۔ قلعہ والے منیجنوں سے سنگباری کرتے رہے۔ عرب خندق پاٹتے رہے۔ بقدر ضرورت خندق۔ پاٹ کر آگے بڑھے۔ رستم ثانی جو نہایت تنومند۔ چالاک دست نبرد آزما تھا۔ تنہا سد راہ ہوا۔ عوام اور زبیر پسران عبدالشمس دونو بھائی اوسکے

مقابل ہوے دونو سے لڑتا رہا۔ جابر بن طارق نخعی نے دیکھا کہ دونو بھائی اوس کا کچھ بنا نہیں سکتے۔ اونکی امداد کو بڑھے۔ وہ تینوں سے دیر تک اٹکا رہا۔ زہیر نے رستم کو اُلجھایا۔ جابر نے تلوار ماری کہ رستم کا خود اور سر دو نیم ہوگیا۔ خرزاد کو اپنے بھائی کے خون کا جوشش۔ سر میں انتقام کا سودا تھا۔ تاؤ میں قلعہ کھول باہر نکل آیا۔ پہلے تیروں کا مینھ برسایا۔ تیروں سے ترکش خالی ہوگئے۔ تو نیزوں کی نوبت آئی۔ نیزے ٹوٹے تو تلواریں کھنچ گئیں۔ خندقیں لاشوں سے پٹ گئیں۔ دونو فوجیں بہادری سے لڑتی رہیں۔ اتفاق کی بات شدت سے آندھی آگئی۔ تیرگی میں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھا خرزاد کی فوج تھک کر قلعہ میں واپس جانیکو پیچھے ہٹی۔ عربوں نے ہلا کر دیا۔ رومی پسپا ہو رہے تھے۔ منتشر بھی ہوگئے۔ کچھ تو خندق پر بھیبٹ چڑھے۔ کچھ گو کھڈوں کی جانب گئے۔ کچھ پچھلے بیروں قلعہ کے اندر چلے۔ قعقاع بھی حریف سے لڑتا بھڑتا۔ بڑھتا اوسی راستہ سے اوسکے ساتھ ہی قلعہ میں گھس پڑا۔ ہاشم بھی تازہ دم فوج سے وقت پر پہونچ گئے ہجوم لشکر سے قلعہ کا دروازہ بند نہو سکا۔ تمام فوج اسلام قلعہ میں داخل ہوگئی ہاشم بن عتبہ نے قتل عام کا رد یا۔ ایک لاکھ باشندے نذر اجل ہوے۔ غنیمت میں تین کرور کا سامان ملا۔ اسی سلسلہ میں قصر شیرین اور حلوان پر بھی قبضہ ہوگیا۔ یزدجرد جلولا سے حلوان اور حلوان سے رے کو بھاگ گیا۔ بہت کچھ سامان امارت ہاتھ آیا۔ سعد بیمار تھے۔ فتح کی خوشخبری پائی تو سلمان فارسی کو مدائن میں اپنا قائم مقام کیا۔ اور خود ٹلتے ٹلتے جلولا قصر شیریں حلوان تک جا پہونچے۔ اطراف میں فوجیں بھیجکر۔ چوپائے۔ اونٹ گھوڑے گائے۔ بیل۔ چوپائے۔ ہتھیائے۔ مال۔ اسباب۔ ذخائر۔ غلہ سمیٹا۔ گھر اُجاڑے مردوں کو مارا۔ عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا۔ باغات لوٹے۔ کھتیاں مسمار کیں۔ فتوحات

عراق کا خاتمہ ہوچکا تو سعد نے زیاد کے ہاتھوں خمس غنیمت - اور خاتمہ فتوحات عراق کی
تہنیت - دربار خلافت کو روانہ کیں - اور اضلاع مقبوضہ پر حکومت - اور فوجیں بقدر
ضرورت تعینات کیں اور مدائن واپس آئے - حضور خلافت سے فرمان نافذ ہوا کہ
سلمان فارسی کو مدائن کا چارج دو - اور کوفے پہونچکر عربوں کی نوآبادی کا بندوبست کرو -
سعد نے حضرت عمرؓ کے حکم سے کوفہ عربوں سے آباد کیا - اپنا خاندان بسایا - شہر کی بنا -
مسجد کوفے کی بنیاد ڈالی - اپنی دار الحکومت - فوج کی چھاؤنی - لشکروں کا ہیڈکوارٹر بنایا

فتح بیت المقدس ۱۶ھ ۶۳۷ء

اسلام میں یہی وہ فتح ہے جس کو حضرت عمرؓ کے دست مبارک سے خصوصیت ہے -
حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ جراح کو لکھا کہ دمشق میں سعد بن زید بن نفیل کو اپنا قائممقام
بناؤ - اور خود بیت المقدس کیجانب فوج لیکر روانہ ہو - ابو عبیدہ نے دمشق کا چارج سعد کو دیا
اور کثیر فوج سے پہلے ایلیا کی جانب سے چڑھائی کی - سرہنگان ایلیا اور سرخیلان بیت المقدس کو
لکھا کہ اسلام لاؤ - ہمارے بھائی بنو - یا جزیہ دو رعایا ہونا گوارہ کرو - ورنہ ایسے جانبازوں کو
تمھارے مقابل لایا ہوں جو موت کو اتنا عزیز رکھتے ہیں جتنا تم زندگی کو - یقین مانو وہ تمھارے
خون سے ندیاں بہادیں گے - تم کو موت کے گھاٹ اتاریں گے - تمھاری عورتوں اور
بچوں کو پکڑ کر لونڈی غلام بنائینگے - تمھارے گھر اوجاڑینگے - مال اسباب - غلہ - مویشی
لوٹ لیجائینگے - تمھارے معبدگاہ بیت المقدس پر قبضہ کرلیں گے - ایلیا والوں نے نامنظور کیا -
لڑائی چھڑ گئی مگر دباؤ کھاکر جزیہ منظور کرلیا - بیت المقدس والوں نے کہلا بھیجا کہ صلح منظور ہے
مگر ہمکو تمھارے عہد پر اعتماد نہیں ہے - تمھارا امیر بذات خاص معاہدہ کرے تو کیا مضائقہ

ابو عبیدہ نے حضرت عمر کو عرض داشت لکھی کہ امیر المومنین خود تشریف فرما ہوں۔ تو
بیت المقدس آسانی سے فتح ہو جائے۔ آپ نے صحابہ سے رائے لی۔ حضرت عثمان اور اکثر
صحابہ نے اختلاف کیا۔ مگر حضرت علی مرتضیٰ کی رائے کے موافق بیت المقدس کا عزم بالجزم
فرمایا۔ اور مسجد میں اپنے ارادے کا عام اعلان کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ صاحبو میں بیت المقدس
کی عقدہ کشائی کو جارہا ہوں۔ میرے عدم موجودگی میں اگر تمکو کوئی وقت پیش آجائے تو
حلال مشکلات حضرت علی علیہ السلام تمہارے درمیان موجود ہیں۔ اون سے حل کرالینا۔
اونکی حکم عدولی نہ کرنا۔ اون کو تمکو اور تمکو خدا کو سونپتا ہوں۔ دو اونٹ ساتھ لئے
ایک پر زاد راہ دوسرے پر اپنی ذات پاک۔ جسم پر اون کا کرتا۔ دوش پر عربی کمان۔
گلے میں تلوار حائل۔ دن رات بلا قیام و مقام مسافت طے فرماکر حوالئی دمشق میں ورود
ہوا۔ راہ میں ابو عبیدہ معہ سرداروں کے قدوم میمنت کے منتظر تھے۔ آپکی سواری کو
دیکھکر گھوڑوں سے اتر پڑے ادب سے سلام کیا۔ ابو عبیدہ کو پیادہ دیکھا۔ تو اونٹ کو بٹھاکر
آپ بھی اوتر کھڑے ہوے۔ ابو عبیدہ نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمر نے ابو عبیدہ کے
ہاتھ پر بوسہ دیا۔ ابو عبیدہ قدم مبارک چھونے کو جھکے۔ حضرت عمر نے ابو عبیدہ کے
پیروں پر سر رکھدیا۔ اور بوسہ دینا چاہا۔ ابو عبیدہ جست کرکے پیچھے ہٹے۔ ہاتھ جوڑکر عرض
کی آپ مجھے کیوں شرمندہ فرماتے ہیں حضرت عمر کچھ دیر سر جھکائے۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے
خاموش رہے۔ جوش محبت میں محاسن مبارک پر آنسو جاری ہوے۔ ایک نے دوسرے سے
عذر معذرت کی۔ گلے میں باہیں ڈال کر بے تکلفی سے معانقہ کیا پھر دوسرے دل ملے۔
سرداروں سے گلے ملے۔ ادہر اودھر کی ملکی باتیں ہوا کیں۔ بعدہ ابو عبیدہ کے ساتھ
سوار ہوکر دمشق میں نزول اجلال فرمایا۔ یہاں سرداران فوج معہ لاؤ لشکر۔ ارکین

حکومت بہ حذم وحشم رئیسان دمشق۔ سرخیلان قبائل۔ مہاجرین مکہ و انصار مدینہ کا زرق
برق پوشاکوں سے استقبالی مجمع تھا عطر عنبریا سے فضا کو مہکا پایا۔ ریشمی عبائیں۔ حریر کی
قبائیں۔ دیبا کے پرتکلف لباس پہلے دیکھے۔ سامان تفاخر دمکتے چہرے دیکھ کر چیں بجبیں
ہوئے۔ ارشاد فرمایا بہت جلد تم لوگوں نے اپنے طرز عمل اور طریق معاشرت میں تغیر کر ڈالا
عرب کی سادی اور بے تکلف وضع بھلا دی۔ رومیوں اور عجمیوں کا رویہ اختیار کر لیا۔
ریشمی لباس۔ سامان زریں۔ عورتوں کی پوشاک مردوں کو کب زیبا ہے۔ یزید ابن ابو
سفیان۔ اور ابو العاص نے ادب سے عرض کیا قبلہ عالم ان ممالک میں یہی دستور ہے۔
لباس سے اچھا۔ برا چھوٹا۔ بڑا۔ افسر۔ ماتحت پہچانا جاتا ہے مدارج کا اسی پوشاک سے امتیاز ہے۔
یہ روپ ہم لوگوں نے دشمن پر رعب بٹھانے کو اختیار کر رکھے ہیں۔ مناسب تو یہ ہے کہ حضرت
بھی یہ بالوں کا کرتہ اوتار ڈالیں۔ اپنے زیب کے لباس جسم مبارک پر آراستہ فرمائیں تاکہ
امیر المومنین معلوم ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرا جسم اسی کا عادی ہو گیا ہے۔ اس سے
راحت پاتا ہوں۔ میرے لئے وحدانیت پرستی کی شان۔ اسلام کی شوکت کافی ہے۔ دمشق
میں بقدر ضرورت قیام فرمایا۔ لشکر اسلام کا معائنہ کیا۔ سپاہیوں نے شکایت کی کہ افسر
میدہ کی روٹیاں پرندوں کا گوشت اڑاتے ہیں۔ ہم بے چھنا آٹا پھانکتے ہیں۔ سپاہیوں
کی شکایتیں سنیں افسروں کے روپئے دیکھے۔ فوج کی چھاؤنیاں۔ شہر کی آبادی دار الحکومت
کی عمارت ملاحظہ ہوئی۔ کوچ فرما کر جابیہ میں مقام کیا۔ یہاں بیت المقدس کے عیسائی
جمع ہوئے۔ باہم عہد نامہ کی تکمیل ہوئی۔ بیت المقدس تشریف لے چلے صحابہ تابعین نے
ایک ترکی گھوڑے پر سوار کیا۔ وہ شوخی سے اوچھلتا کودتا کلیلیں کرتا چلا۔ آپ اوتر پڑے
فرمایا کمبخت اینڈ کر غرور کی چال چلتا ہے۔ پاپیادہ بیت المقدس تک تکلیف فرمائی پہلے

مسجد میں تشریف لیگئے۔ محراب داؤدی میں سجدہ داؤدی کی آیت پڑھکر سجدہ کیا پھر عیسائیوں کے گرجے۔ شہر کے مشہور مقامات دیکھے۔ فتح بیت المقدس سے اطمینان ہوگیا تو شام ہوتےہوئے قیام فرمایا۔ وہاں کے رنگ روپیے دیکھے۔ اور دارالحکومت مدینہ کو مراجعت فرمائی۔ سنہ ۱۷ھ مغیرہ دربار خلافت سے معزول ہوئے۔ ابوموسیٰ نے گورنری کا خلعت پہنکر فارس پر دست درازی کی۔ ہرمزان دربار ایران میں عربوں کو فارس سے نکال دینے کا بیڑہ اوٹھاکر شوشتر پہونچا۔ اور قلعہ کو برجوں سے مستحکم اور شہر کو خندقوں سے محفوظ کیا۔ ابوموسیٰ نے عمار یاسر گورنر کوفہ سے مدد منگاکر شوشتر کو جاگھیرا۔ قلعہ دار کی سازش سے شہر پناہ کا پھاٹک کھل گیا۔ ہراول پر براء بن عازب تھے۔ ان سے اور ہرمزان سے پھاٹک ہی پر سر کہہ مقابلہ ہوگیا ہرمزان نے براء کو تہ تیغ کیا۔ کئی سردار فوج اسلام سے بڑھ بڑھ کر ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوگئے۔ مگر میدان عربوں کے ہاتھ رہا۔ ہرمزان گرفتار ہوکر اپنی خواہش سے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر اسکے قتل کی قسم کھائے بیٹھے تھے کیونکہ کئی مشہور نبرد آزما ہرمزان کے ہاتھ سے فائز بشہادت ہوچکے تھے۔ آپنے سزائے موت کا حکم دیا۔ اوس نے عرض کی پیاسا ہوں۔ جبتک پانی نہ پی لوں مارا نہ جاؤں۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ پانی آیا ہرمزان نے پیالہ ہاتھ میں لیکر زمین پر رکھدیا کہ میں نہیں پیتا۔ اور آپ زبان دیچکے ہیں۔ عہد کے موافق تاوقتیکہ میں پانی نہ پی لوں۔ آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے حضرت عمر اس مغالطہ وہی پر حیران رہ گئے۔ ہرمزان مسلمان ہوگیا اور ہمیشہ فارس کی مہموں میں مدد دیتا رہا۔ حضرت عمر بھی اوسکی بہت عزت فرماتے رہے۔

بیت المقدس کے سفر میں خاص وعام کے رنگ ڈھنگ سپاہیوں کی چال ڈھال۔ افسروں کے برتاؤ عمال کا چال چلن۔ حکام کا طرز عمل۔ اہل وجاہت کی طرز معاشرت

عام رعایا کی گذران - امرا کے مدوجے - ذی اثروں کے طور طریق - اہل اختیار کے اثرات دماغ میں نوٹ کرتے لائے - مدینہ پہونچکر لشکریوں کی خوراک تنخواہ کے ساتھ بڑہا دی افسروں کے درماہوں میں اضافہ کیا - شہروں کیلئے مفتی - نصاب کے لئے قاضی مجلس شوریٰ سے انتخاب فرمایا ہے - افسروں کو ترکی گھوڑوں پر سوار ہونیکی ممانعت فرمائی - باریک کپڑا چھنا آٹا - دراور دربانی کو ممنوع کیا - خودمختار طبع خالد بن ولید کو مدینہ بلا بھیجا - یہ آغاز خلافت ہی میں معزول ہوچکے تھے - مگر حضرت عمر کے ایما سے ابو عبیدہ کی مشفقانہ حراست میں گھرے لڑتے بھڑتے رہے - حضرت عمر کی دانائی نے دوستوں کی قوت کو اتنا دبائے رکھا کہ وہ دشمنی نہ کرسکے - مغیرہ سے لیکر ابو موسیٰ کو بصرے کی حکومت دیدی - ہاشمیوں کی محبت میں مشتبہ ہوکر عمار یاسر معزول ہوے - ابوذر غفاری - مقداد - بنی امیہ کے قبضہ اختیار میں کردئے گئے - اشتر نخعی کی مہار یزید و معاویہ کے ہاتھ میں پکڑا دی - مسلمانوں اور عیسائیوں کی پوشاک میں تفریق فرمائی - بڑے بڑے سرحدی اضلاع میں چھاؤنیاں قائم فرمائیں - چار چار ہزار گھوڑے وقت بے وقت کیواسطے ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا - مگر معاویہ بن ابوسفیان گورنر شام کے تزک احتشام میں مداخلت نہیں فرمائی -

آخر ۱۸ھ تھا کہ عمواص میں وبا کا زور ہوا - اور ۲۵ ہزار عرب اور اکثر اداشناسان خلافت لقمۂ قضا ہوے ابو عبیدہ جراح کا انتقال ہوگیا - تو معاذ بن جبل لشکر شام کے سالار بنے - ان کا جوان بیٹا اور خود بھی نذر وبا ہوچکے تو یزید ابن ابی سفیان کے بھاگ جاگے لشکر اسلام کے کمانڈران چیف بنے انھیں نے قیساریہ کا محاصرہ کیا - مگر وبا میں مبتلا ہوکر عنان حکومت اپنے بھائی معاویہ کو دی اور دمشق پہونچکر طعمۂ اجل ہوگئے معاویہ نے ایک یہودی کی امداد سے سرنگ کی راہ قیساریہ پر قبضہ پایا -

فتح عراق عجم سنہ ۲۱ھ ۶۴۱ء

ہرمزان کی گرفتاری سے ایرانیوں کو اندیشہ ہوا کہ اب عرب فارس پر دست تطاول ضرور دراز کریں گے۔ یزدگرد نے مردان شاہ ہرمز کے فرزند کو سرلشکر بنا کر ڈیڑھ لاکھ فوج سے شہر کی حفاظت کو روانہ کیا۔ مردان شاہ نے خدم و حشم اور لاؤ لشکر سے قم میں مقام کیا۔ ہر چہار جانب سے افواج کا جماؤ ہوا۔ کوفہ کے گورنر نے دربار خلافت کو اس جمگھٹے کی عرضداشت کی۔ حضرت عمر وہ عرضداشت لئے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ صحابہ رسول سے مشورہ لیا۔ صحابہ نے مختلف تجویزیں پیش کیں حضرت عثمان نے رائے دی کہ اس مہم پر آپ خود بذات خاص زحمت فرمائیں۔ اور یمن و شام و مصر کی تمام فوجیں بلوا کر ہمراہ لیں اس صلاح کی تمام صحابہ نے تائید کی اور نہایت پسند کیا۔ حضرت علی بھی اوس مجلس میں موجود تھے مگر عادت کے موافق خاموش تھے حضرت عمر نے کہا ابو الحسن آپ بھی اپنی رائے ظاہر فرمائیں حضرت علی موقع شناس اور مآل اندیش تھے آنحضرت کے وقت سے معاملات عجم کو سمجھے بیٹھے تھے فرمایا واقعات نے تمکو خود تجربہ کار بنا دیا ہے۔ یقین مانو دارالخلافت سے ہٹے اور حکومت میں اودھم برپا ہو جائے گا۔ بصرے اور شام سے فوجیں ہٹائیں اور سرحدیوں نے سر اوٹھایا خود اپنا ملک بچانا مشکل پڑ جائے گا۔ مناسب یہ ہے کہ نعمان بن مقرن کو کوفے کی افواج کا سر سالار کرو۔ اور نہاوند کی جانب بڑھنے کی اجازت دو۔ اور حذیفہ بن الیمان کو اونکی امداد پر پشت و پناہ بناؤ۔ اور فرمان جاری ہوں کہ سرحدی جرگے اور بصرے اور شام کی تہائی فوجیں نعمان کے علم کے نیچے نہاوند میں جمع ہوں۔ حضرت عمر نے نعمان بن مقرن اور حذیفہ بن الیمان کے انتخاب کو بہت پسند کیا۔ اور

شکریہ کے ساتھ اس تمام رائے کو منظور فرمایا۔

نعمان بن مقرن نے حسب الحکم ۳۰ ہزار فوج لیکر کوفے سے حرکت کی اور نہاوند کو روانہ ہوئے۔ حذیفہ بھی جا پہونچے۔ سرحدی قبیلے اور بصرے و شام کی فوجیں بھی رایت اسلام کے نیچے جمع ہو گئیں۔ پہلے مغیرہ کی سفارت سے بات چیت ہوتی رہی۔ پھر لڑائی کی ٹھہر گئی۔ کچھ عرصہ تک معمولی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوا کیں۔ ایک دن دونوں فوجیں بھڑ پڑیں۔ جنگ مغلوبہ ہو گئی۔ جان توڑ کر لڑیں۔ نعمان بن مقرن زخموں سے چور ہو کر معہ گھوڑے گر کر جان بحق ہوئے۔ حذیفہ بن الیمان نے فوج اسلام کا علم سنبھال لیا۔ شام تک معرکہ کارزار گرم رہا۔ عجمیوں کے پیر اوکھڑ گئے۔ رزم گاہ سے بھاگ نکلے۔ ۳۰ ہزار عجمی کھیت رہا۔ ہزارہا بند ہوا گرفتار ہوا۔ فیروز قاتل حضرت عمر۔ اور حضرت شہر بانو اسی جہاد میں داخل اسلام ہوئیں۔ بشیار مال غنیمت ہاتھ لگا۔ ایک آتش کدہ سے اتنا جواہر ہاتھ آیا کہ جس کا خمس غنیمت چار کرور درہم کو فروخت ہوا۔ اس جنگ سے عجمیوں کے وضو شکست ہو گئے۔ پھر لڑائی کا دم درود باقی نہ رہا۔ عربوں نے اس فتح کا نام فتح الفتوح رکھا۔

حضرت عمر سلمان فارسی کی وجہ سے فارس کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے کہ کاش ہمارے اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ۔ یا دریائے آتشیں۔ ہو جاتا۔ مگر نہاوند کی کامیابی سے ارادوں میں زور۔ طبیعت میں ولولہ۔ دل میں شوق۔ دماغ میں ملک گیری کے خیالات وسیع ہو چلے۔ امیدیں فارس سے وابستہ ہو گئیں۔ اپنے ہاتھ سے علم تیار کئے۔ اور کار آزماؤں کو نامزد فرما کر حوالہ کئے۔ رے کا علم نعیم بن مقرن کو دیا۔ آرمینیہ اور آذر بائیجان کا رایت حذیفہ بن الیمان کے سپرد کیا۔ طبرستان کا سوید کو۔ کرمان کا سہیل بن عدی کو اور سیستان کا نشان اپنے صاحبزادے عاصم کو عطا فرمایا۔

مصر و اسکندریہ پر عمرو عاص کو متعین کیا۔

احنف بن قیس کو خراسان کا علم دے کر یزدجرد کو خاقان کی حکومت میں نکال باہر کیا۔ رایت ہائے فتح ہر طرف کھل گئے۔ ساتھ ہی سرداران متعینہ بھی پھیلاوے میں پڑ گئے جو جس طرف چلا وہ مطلق العنان چلا۔ خاندان اموی نے تو ایسا قابو پایا کہ بے قابو ہو گیا۔ مگر بات بنی رہی کہ دور خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

واقعۂ وفات ۲۳ھ ۶۴۴ء

فیروز مجوسی جس کی کنیت ابولولو تھی غنیمت عجم میں گرفتار ہو کر والی کوفہ مغیرہ بن شعبہ کے حصہ میں آیا تھا۔ اسلام میں اوس کا نام شجاع ہوا۔ یہ لوہے لکڑی نقاشی کا اچھا کاریگر۔ مشہور آہنگر تھا۔ دستور تھا جو لوگ ذاتی ضرورتوں سے زائد سمجھتے وہ لونڈی غلاموں کو کمائی پر چھوڑ دیتے۔ اور ماہانہ یا روزانہ حق مالکانہ لیلیا کرتے۔ مغیرہ نے بھی شجاع کو کمائی پر لگا دیا تھا۔ اور ایک سو درہم ماہوار مالکانہ باندھ رکھا تھا۔ محصول کی زیادتی سے عاجز آ کر شجاع کوفہ سے مدینہ آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر مغیرہ کی سخت گیری۔ اور زیادہ ستانی کا فریادی ہوا۔ حضرت عمرؓ نے مغیرہ کو طلب فرمایا۔ اور سمجھایا کہ غلام کی اوسکی برداشت سے زیادہ بار ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ مغیرہ نے اوسوقت تو مان لیا۔ مگر زیادہ ستانی میں کمی نہ کی۔ آخر ذی الحجہ ۲۳ھ میں شجاع پھر حضور خلافت میں آ کر شاکی ہوا۔ کہ بڑے سخت سے پالا پڑا ہے۔ آپ نے ہر چند ہدایت کی۔ مگر مغیرہ نے کچھ رعایت نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا سو درہم کی رقم تمہاری صناعی کو دیکھتے کچھ زیادہ نہیں ہے پھر آرڈر دیا کہ بیت المال کیلئے ایک ہوا چکی بنالا۔ جو لشکریوں کیلئے آٹا پیسے اور گھوڑوں کا

دانہ دے۔ شجاع کو اپنے خلاف فیصلہ پر تاؤ آچکا تھا۔ اور کچھ پہلے کا بھی جلا بھنا تھا عرض کی بہت خوب کل مسجد میں حاضر کردوں گا۔ اور ایسی دستکاری دکھاؤں گا جس کا شہرہ چار دانگ عالم میں صدیوں تک گھومتا اور گونجتا رہے۔ دوسرے روز ایک خود ساختہ دو دھارا خنجر لیکر نمازیوں کے مجمع میں آملا۔ جب نماز کی صفیں درست ہو چکیں حضرت عمر تشریف لائے۔ امامت کو کھڑے ہوئے تھے کہ شجاع نے سامنے آکر زیر ناف خنجر مارا وہ ٹھڈی کے پار ہو گیا۔ حضرت عمر گر گئے پے درپے تین وار کئے دوسرا وار پہلو پر۔ اور تیسرا ہاتھ ران پر پڑا۔ شجاع صفوں کو چیرتا پھاڑتا مسجد سے باہر چلا۔ جس نے پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا۔ اوسکو خنجر مارا۔ بہت لوگ گرفتاری کو پیچھے دوڑے۔ جو قریب بازو پر پہونچا شجاع نے گھائل کیا۔ ۱۲ آدمی بسمل ہوئے۔ ۶ کو جان سے مارا۔ ایک شخص نے بڑی پھرتی سے اپنا کمل شجاع پر ڈال دیا۔ شجاع نے اپنے کو کمل میں اولجھا پایا۔ اپنا کام آپ تمام کر لیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عمر کے زخم چنداں کاری نہیں ہیں۔ مگر طبیب نے نبیذ پلائی۔ دودھ دیا۔ دہان زخم سے دونوں چیزیں بجنسہ خارج ہو گئیں۔ عرض کی امیر المومنین زیر ناف کا زخم لاعلاج ہے۔ آپ کو جو کچھ کہنا سننا ہو وصیت کیجئے۔ حضرت عمر نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجکر مقبرہ رسول میں دفن کی اجازت مانگی۔ حضرت عائشہ حضرت عمر سے بہت راضی تھیں۔ جو جگہ اپنے لئے رکھی تھی اوسمیں دفن ہونے کی رضا دی۔ بعدہ حضرت عمر نے اپنے قرض کی بابت وصیت فرمائی کہ میرے متروکہ سے ۸۶ ہزار درہم ادا کر دیا جاوے۔ پھر تعیین خلافت کو حاضرین کا استمزاج لیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس نے علی کا نام لیا۔ فرمایا کیا کہنا علی بہترین شخص ہیں۔

مگر اون کے مزاج میں مزاح ہے - اور خلافت کی حرص عظیم رکھتے ہیں - جسکو اتنی ہوس ہو
اوسکو یہ منصب دینا ہرگز مناسب نہیں - میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اونکو خلیفہ
نہ بنانا - اگر بناؤگے تو یقین مانو چاہے تم خوش ہو یا ناخوش وہ تمکو امر حق پر چلائے دیکھیے صفحہ ۹۹
بغیر نہ رہیں گے - لوگوں نے عثمان کو پیش کیا - فرمایا ہاں وہ اس کام کے لائق ہیں
مگر یہ اندیشہ ہے کہ آل معیط کو مسلمانوں پر مسلط نہ کردیں - حاضرین نے حضرات طلحہ -
زبیر - سعد وقاص عبدالرحمان عوف کی بابت سوال کیا - ارشاد فرمایا کہ طلحہ متکبر اور
رکیک الطبع ہیں - رسول اللہ کے عطیہ زمین یہودیہ کے پاس رہن کردی ہے - زبیر
مرد میدان ہیں - مگر کج الاخلاق ہیں - سعد اچھے سپہ دار ہیں - مگر اس کام کے لائق
نہیں ہیں عبدالرحمن عوف مرد نیک ہیں - مگر کمزور ہیں - افسوس کہ معاذ بن جبل آج زندہ
نہیں - نہ سالم مولا بن حذیفہ - نہ عبیدہ جراح سلامت ہیں - جو اس منصب عالی کے
لائق تھے - پھر اپنے بھائی صہیب کو بلاکر ہدایت فرمائی کہ خلافت کو انہی چھ شخصوں میں دیکھیے صفحہ ۹۵
مخصوص رکھنا - طلحہ موجود نہیں ہیں - تین دن تک اون کے آنے کا انتظار کرنا - پھر ایک
محدود مقام میں ان کو جمع کرنا - باہمی اتفاق سے یہ چھوں جس کو چاہیں خلیفہ بنالیں -
اگر اختلاف رائے ہو تو کثرت رائے کو ترجیح دینا - اگر پانچ ایک رائے ہوں اور ایک
مخالف ہو تو اوسکی گردن مارنا - اگر دو ایک رائے ہوں اور چار ایک رائے ہوں -
تو دو کا سر اوڑادینا - اگر رائے مساوی ہوں تو میرے فرزند عبداللہ کو منحصر الیہ بنانا -
وہ جو حکم دیں - یا لوگ ناپسند کریں تو جس جماعت میں عبدالرحمن عوف ہوں اوسکو
تسلیم کرنا - دوسری جماعت کو تہ تیغ کرنا - پھر تمام ارکین خلافت کو نیکی کی ہدایت
اور بدی سے ممانعت فرمائی - ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو مجروح ہوئے - ۲۹ کو بروز دوشنبہ

۶۳ برس کی عمر میں جہان فانی سے رحلت کی - افلح نے غسل دیا صہیب نے جنازے کی نماز پڑھائی - شریک صحابہ نے قبر میں اوتارا - یکم محرم کو حضرت ابوبکر کے پاس دفن ہوئے ۱۰½ برس خلافت کی - کثرت سے ازواج کیں - ایک نامی بیٹی حفصہ اور چھ فرزند نرینہ چھوڑے عبد اللہؓ وعبد الرحمٰنؓ جن کی ماں زینت بنت مطعون تہیں - عبد اللہ بڑے فقیہہ اور محتاط تھے - یزید سے بیعت کی مگر علی کی بیعت سے دست کش رہے -

عاصمؓ جن کی والدہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابت تہیں -

عبید اللہؓ جن کی مادر گرامی ملیکہ خزاعیہ تہیں - یہ نامی پہلوان تھے - معاویہ کی معاونت اور حضرت علی کی مخالفت میں عبد اللہ بن سواد کے ہاتھ سے باغیان صفین کیساتھ جان گنوائی - عیاضؓ جو عاتکہ کے بطن سے تھے - زیدؓ جن کی والدہ ماجدہ ام کلثوم بن جردل تہیں حضرت عمر نے اتنا متروکہ چھوڑا کہ ایک وارث کا حصہ ایک لاکھ کو فروخت ہوا ورثا نے مکان مسکونہ امیر معاویہ کے ہاتھ بیچکر ۸۶ ہزار کا قرضہ اور متروکہ کا قصہ پاک کیا خلافت سے پہلے زراعت کا پیشہ تھا - خود نہ کرتے تو زمین بٹائی پر دیدیتے تھے - زمانہ خلافت میں پانچ ہزار درہم جیب خاص کیلئے منظور فرمائے تھے - اصراف بے جا کا بہت خیال تھا گھر کا خرچ ۱۰ روز کا تھا - غذا بھی معمولی تھی - گیہوں کا بے چھنا آٹا - گوشت روغن زیتون - دودھ - ترکاری - سرکہ تھا - وضع بھی سادی اور بے تکلف تھی بقول حضرت شبلی نعمانی - سر پر عیسائی فقیروں کی ٹوپی - جسم میں بالوں کا کرتہ - پاؤں میں تسمہ دار عربی جوتی - حلیہ جمال بھی مراتب کمال کی صورت ہمثیال تھا - گندم گوں سنے چہرے پر گھنی ڈاڑھی - لنبی مونچھیں - سپاٹ پیشانی - قد مبارک سے تو زمانہ بھر میں سر بلند تھے -

کہنے کو خلیفہ ثانی تھے۔ مگر ہر بات میں لاثانی تھے۔ اسلام سے پہلے غیر معروف زمانہ کاٹا۔ ۲۸۔ برس کے سن میں اسلام سے مشرف ہوے۔ ۲۲۔ برس رسول اللہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ پھر حضرت ابوبکر کے کام آئے۔ سقیفہ میں اونکو خلیفہ بنایا۔ اپنے لئے وصیت لی۔ ریاست پائی۔ سیاست برتی۔ لشکر آرائی کی۔ فتوحات ہوے۔ سلطنت بڑہائی۔ عرب سے فارس تک قبضہ ملا۔ مذہب میں موضوع اصلاح دی۔ طریق عبادت میں جدت فرمائی۔ تلوار بات بات میں میان سے باہر رہی مگر مدت العمر کسی جان کا نقصان اپنے ہاتھوں نہیں کیا۔ نگہبان قدرت نے باوجود شرکت غزوات تاحیات ہر قسم کی چوٹ چپیٹ سے محفوظ رکھا۔ نہ خود کسی کے مقابل ہوے۔ نہ ان سے کوئی مبارز طلب ہوا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۹۶ آخری وقت زخم کا کھانا۔ یہ موت کا بہانا تھا۔ تدبیر سے غنی۔ تقدیر کے دہنی تھے۔ جو کیا وہ بن پڑا۔ مرتے دم شورے کی مسکوٹ سے حضرت عثمان کو بھی خلیفہ بنا گئے۔ عنان اسلام بنی امیہ کو پکڑا گئے۔ شجاع فیروز کے ہاتھوں مسجد میں زخم کھاکر ۶۴۴ء میں شہادت پائی۔ سیاسی زبانوں سے تحسین وآفریں لی۔ قوم میں فاروق اعظم بنے۔ جو کیا خوب کیا۔ مگر اسلام میں بنی اُمیہ کی بنیاد ڈال کر آل ہاشم کی جڑ کاٹ دی۔ سچ ہے۔

بے عیب ذات خدا کی

ضمیمہ حاشیہ فاروق اعظم

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ

عن صالح بن کیسان قال قال ابن شہاب بلغنا اہل الکتاب کانوا اول من قال لعمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون ذلک من قولهم ولم یبلغنا ان رسول اللہ صلعم ذکر من ذلک شیئا۔

صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حضرت عمر کو پہلے اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا۔ ان سے سنکر اہل اسلام بھی کہنے لگے ہم کو یہ نہیں تحقیق کہ اس بارے میں رسول اللہ صلعم نے کچھ فرمایا ہو۔

مولانا شبلی الفاروق میں لکھتے ہیں کہ

فرمایا حضرت عمر نے۔ اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ میں نمدے کا کرتہ پہنے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ کبھی تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے اوپر اور کوئی حاکم نہیں۔

تفسیر کبیر میں فخر رازی لکھتے ہیں کہ

ومن المنہزمین عمر رضی اللہ عنہ الا انہ لم یکن فی اوائل المنہزمین ولم یبعد بل ثبت علی الجبل ومنہم

بھاگنے والوں میں حضرت عمر بھی تھے۔ مگر وہ ابتدا میں نہیں بھاگے۔ اور دور نہیں گئے۔ بلکہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور ٹھہرے رہے۔

ایضاً عثمان رضی اللہ عنہ انھزم مع رجلین یقال لھما سعد و عقبۃ انھزموا بعیداً ثم رجعوا بعد ثلاثۃ ایام۔	بھاگنے والوں میں حضرت عثمان بھی تھے جو سعد اور عقبہ کے ساتھ دور نکل گئے۔ اور تین روز کے بعد واپس آئے۔

تفسیر در منثور سیوطی اور تفسیر ابن جریر میں ہے

قال عمر رضی اللہ عنہ لما کان یوم احد ھزمناھم ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کانّنی اروی	حضرت عمر نے فرمایا کہ جب جنگ احد میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور بکری کی طرح کودتا پھرا۔

ابن اثیر جزری تاریخ کامل میں فرماتے ہیں

وانتھت الھزیمۃ بجماعۃ من المسلمین فیھم عثمان بن عفان وغیرہ الی الاعوص فاقاموا بہ ثلاثا ثم اتوا النبی صلعم فقال لھم حین راھم لقد ذھبتم فیھا عریضۃ	مفرورین میں حضرت عثمان بھی تھے۔ جنہوں نے (اعوص) پہنچکر دم لیا جب تین دن بعد تشریف لائے۔ تو آنحضرت نے فرمایا تم بہت لمبے گئے۔

مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

اصحاب دراں حین بر چہار قسم شدند۔ جمعے جنگ کردند۔ تا شہید شدند۔ وگروہے گریختند و در زوایا و شعاب جبل مختفی گشتند و بعضے بشہر رفتند و فرار کردند و عثمان بن عفان از ایشاں بود۔	اوس وقت صحابہ کی چار جماعتیں ہوگئیں بہتوں نے جہاد کیا۔ کچھ شہید ہو گئے۔ اکثر بھاگے اور پہاڑ میں جا چھپے۔ بعض تو شہر میں جا کر بیٹھ رہے۔ انھیں میں حضرت عثمان ہیں۔

مستدرک حاکم و قرۃ العینین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

قال ابو بکر صدیق لما جال الناس	فرمایا ابو بکر صدیق نے جب احد میں

عن رسول اللہ صلعم یوم احد کنت اول من فاء الیہ ۔

رسول اللہ کو چھوڑ کر لوگ متفرق ہو گئے۔ اون میں سب سے پہلے میں حاضر ہوا تھا۔

صحیح بخاری میں ابو قتادہ

قال انھزم المسلمون وانھزمت معھم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ما شان الناس قال امر اللہ ثم تراجع الناس الی رسول اللہ صلعم ۔

کہتے ہیں کہ بروز حنین مسلمان پسپا ہو کر بھاگے تو میں بھی اون کے ساتھ تھا۔ ناگہاں دیکھتا کیا ہوں کہ مفرورین میں حضرت عمر بھی ہیں میں نے عرض کی کیا حال ہے فرمایا کہ خدا کی مشیت۔ بعد ازاں ہملوگ رسول اللہ کے پاس واپس آئے۔

علامہ حلبی کی سیرۃ حلبیہ میں

وفی روایۃ لما فر الناس یوم حنین عن النبی صلعم لم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ہاشم ورجل من غیرھم علی بن ابی طالب والعباس وابو سفیان بن الحارث وابن مسعود ۔

یوں روایت ہے کہ جب بروز حنین لوگوں نے رسول اللہ کے پاس سے فرار کیا تو آنحضرت کے ساتھ صرف چار شخص رہ گئے تین بنی ہاشم یعنی حضرات علی و عباس و ابوسفیان بن حارث اور ایک غیر بنی ہاشم عبد اللہ بن مسعود۔

علامہ ابن الوردی لکھتے ہیں۔

ثم دعا رسول اللہ عمر بن الخطاب لیبعثہ الی قریش یعلمھم انہ لم یات لحرب وانما جاء زائرا

رسول اللہ نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ قریش کے پاس جا کر کہو ہم لڑنے کو نہیں آئے ہیں۔ محض زیارت کعبہ مقصود ہے۔

نخا فهم عمر فبعث صلعم عثمان بن عفان الی ابی سفیان واشراف قریش

حضرت عمر خائف ہوئے تو آنحضرت نے عثمان کو ابوسفیان اور قریش کے پاس بھیجا۔

جذب القلوب میں شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں

در خبر است کہ آں حضرت بر مصعب بن عمیر کہ از شہداے احد است بایستاد و ایں آیہ خواند من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ الآیہ و فرمود اللھم ان عبدک ونبیک یشھد ان ھولاء شہداء فرمود کہ بیائید بر شہداے احد سلام کنید برایشاں تا آسمان و زمین برپا است ہر کہ بایشان سلام کند رد سلام وے بروے کنند۔ بعد ازاں جائے دیگر بر سر شہداے دیگر بایستاد فرمود اینہا اصحاب من اند کہ روز قیامت برایشاں گواہی دہم۔ ابوبکر صدیق گفت یا رسول اللہ ما نہ اصحاب تو ایم فرمود بلے شما اصحاب من اید۔ ولیکن ندانم کہ شما بعد از من چہ کنند۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے مصعب بن عمیر کی قبر پہ کھڑے ہو کر یہ آیۃ تلاوت فرمائی۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ اور عرض کی کہ خدایا تیرا بندہ اور تیرا رسول گواہی دیتا ہے کہ یہ تیری راہ میں شہید ہوئے ہیں۔ اور فرمایا کہ لازم ہے کہ سلام کیا جاوے ان پر جب تک آسمان و زمین قائم ہیں جو ان پر سلام کرے گا وہ جواب دینگے۔ پھر دوسرے شہدا کی قبر پہ ٹھہر کر ارشاد ہوا کہ یہ میرے وہ اصحاب ہیں جنکے کمال ایمان پر قیامت کے دن میں گواہی دونگا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم آپکے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں تم بھی میرے اصحاب ہو لیکن نہیں معلوم کہ تم میرے بعد کیا کروگے۔

موطاے مالک میں ابو نضر سے روایت ہے

عن رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد

شہداء احد کے باب میں جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ

هؤلاء اشهد عليهم فقال ابو بكر
الصديق يا رسول الله السنا
باخوانهم اسلمنا كما اسلموا
وجاهدنا كما جاهدوا فقال
رسول الله بلى ولكن لا ادري
ما تحدثون بعدي -

یہ میرے وہ اصحاب ہیں جنکے کمال ایمان کا
میں گواہی دوں گا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی
یا رسول اللہ کیا ہم اونکے بھائی نہیں ہیں۔
جیسے وہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہیں جسطرح
انھوں نے جہاد کیا ہم نے بھی جہاد کیا ہے فرمایا ہاں
کیوں نہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ میرے بعد تم کیا حادثات
برپا کروگے۔

صحیح بخاری میں مسیب سے روایت ہے کہ

قال لقيت البراء بن عازب
فقلت طوبى لك صحبت النبي
صلعم وبايعته تحت الشجرة فقال يا
ابن اخي انك لا تدري ما احدثنا
بعده -

میں نے براء بن عازب سے ملاقات کی اور کہا کہ
خوشا حال تمہارا کہ تم نے صحبت رسول و بیعت رضوان
کا شرف حاصل کیا ہے۔ براء نے جواب دیا کہ اے
برادرزادے تم کیا جانو کہ ہم نے آنحضرت کے بعد کیا
احداث کیئے۔

صحیح بخاری میں ہے

قال عمر بن الخطاب فاتيت النبي صلعم
فقلت الست نبي الله حقا - قال
بلى قلت السنا على الحق وعدونا على
الباطل قال بلى قلت فلم نعطي
الدنية في ديننا اذا قال الخ

(بروز صلح حدیبیہ) حضرت عمر نے کہا میں نے آنحضرت سے
عرض کی کہ کیا آپ رسول برحق نہیں ہیں۔ فرمایا
بیشک ہوں۔ میں نے عرض کی کیا ہم حق پر اور
ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک ہم
حق پر اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ میں نے عرض کی

رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری۔	پھر کیوں اسوقت ہم دین میں نقص اور خست کریں آنحضرت نے فرمایا سنو میں خدا کا رسول ہوں اوسکے حکم بغیر کچھ نہیں کرتا۔ وہ میرا مددگار ہے۔

علامہ عینی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ

قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقد دخلنی امر عظیم وراجعت النبی صلعم مراجعۃ ما راجعتہ مثلھا قط	فرمایا حضرت عمر نے (صلح حدیبیہ کے دن) میرے دل میں شبہ عظیم گذرا اور میں نے آنحضرت کے ساتھ ایسی مراجعت کی کہ پہلے کبھی نہ کی تھی۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ

قال فکان عمر یقول مازلت اتصدق واصوم واصلی من الذی صنعت یومئذ مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ۔	حضرت عمر فرمایا کرتے کہ جو فعل مجھ سے بروز صلح حدیبیہ سرزد ہوا اوسکے خوف سے میں ہمیشہ صدقے دیتا رہا اور بطور کفارہ صوم وصلوٰۃ ادا کرتا رہا۔

روضۃ الاحباب میں جمال الدین محدث فرماتے ہیں کہ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ازجائے خویش برجست باابوجندل می رفت ومی گفت صبر کن۔ داورا بتسبیل تعریض وکنایت تحریض میکرد کہ آنکہ پدر را بکشد وآن صلح برہم خورد ولکن وے بکشتن پدر بخیلی نمود۔	حضرت عمر جھپٹ کر ابوجندل کے پاس گئے اور کہا صبر کر اور کنایتاً باپ کے قتل پر ترغیب دی۔ تاکہ باپ کو مار ڈالے تو یہ صلح درہم برہم ہو جائے لیکن اوس نے باپ کا مارنا گوارا نہ کیا۔

علامہ ابوالفدا اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ

واخذ ابوبکر الصدیق الرایۃ فقاتل قتالاً شدیدا ثم رجع فاخذھا عمر بن	حضرت ابوبکر نے علم لیکر شدید قتال کیا۔ مگر واپس آئے پھر حضرت عمر علم لیکر تشریف لیگئے

الخطاب فقاتل قتالا اشد من الاول
ثم رجع فاخبر ذلك رسول الله صلعم
فقال اما والله لاعطين الراية غدا
رجلا يحب الله ورسوله ويحب الله
ورسوله كرارا غير فرار ياخذها
عنوة فتطاول المهاجرون والا
نصار اليها فجاء علي وهو رمد قد
عصب عينيه فقال له صلعم
ادن مني فدنى منه فتفل في عينيه
فزال وجعها ثم اعطاه الراية۔

اوس سے زیادہ مقابلہ ہوا۔ لیکن پسپا ہوئے
رسول اللہ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا بخدا کل میں
ایسے بہادر کو علم دوں گا۔ جو خدا ورسول کو دوست
رکھتا ہے اور خدا ورسول اوسکو دوست رکھتے
ہیں وہ حملوں پر حملے کرنے والا ہے۔ بھاگنے والا
نہیں ہے۔ وہ ثابت قدمی سے فتح کریگا۔ یہ سنکر مہاجرین
وانصار حصول رایت کے متمنی ہوئے۔ اتنے میں علی
آئے جنکی آنکھوں میں آشوب تھا۔ آنحضرت نے
اپنے پاس بلاکر آب دہن اونکی آنکھوں میں لگایا۔
جس کے لگاتے ہی درد چشم زائل ہوگیا۔ آنحضرت
نے اونکو علم عطا فرماکر (میدان جنگ میں) بھیجا۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ

قال رسول الله صلعم لاعطين
الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله
يفتح الله على يديه ليس بفرار فدعا
رسول الله صلعم عليا وهو رمد
فتفل في عينيه ثم قال خذ هذه
الراية فامض بها حتى يفتح الله
عليك۔

جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم
عطا کروں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے بھاگنے
والا نہیں ہے۔ اور خدا کی مدد سے قلعہ خیبر کو فتح
کریگا۔ پھر بلایا آنحضرت نے حضرت علی کو
اونکی آنکھوں میں آشوب تھا آنحضرت نے اپنا لعاب
دہن اونکی آنکھوں میں لگا کر فرمایا علم لیکر جاؤ
اور جنگ کرو یہاں تک کہ خدا تم کو فتح دے۔

کتاب الخصائص میں نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ

حاصرنا خیبر فاخذ الرایة ابو بکر ولم
یفتح له فاخذه من الغد عمر فانصرف
ولم یفتح له واصاب الناس شدة
وجهد فقال رسول الله صلعم انی
دافع لوائی غدا الی رجل یحبه الله
ورسوله ویحبه الله ورسوله لا یرجع
حتی یفتح له وبتنا طیبة انفسنا ان
الفتح غدا فلما اصبح رسول الله
صلی الله علیه وسلم الغداة ثم
جاء قائما ودعا باللواء فما منا انسان
له منزلة عند رسول الله صلی الله
علیه وسلم الا وهو یرجو ان یکون
صاحب اللواء فدعا علی بن ابی
طالب رضی الله عنه وهو ارمد فتفل
ومسح فی عینیه فدفع الیه اللواء۔

جب ہم لوگوں نے قلعہ خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت
ابو بکر علم لیکر گئے مگر بغیر فتح واپس آئے۔ پھر
حضرت عمر تشریف لیگئے وہ بھی پسپا ہوئے
اور مسلمانوں کو شدید محنت اور تکلیف اُٹھانا
پڑی۔ آنحضرت نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو
علم دونگا جو خدا اور اوسکے رسول کو دوست
رکھتا ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے
ہیں وہ بغیر فتح کئے نہ پھرے گا۔ یہ سنکر ہم لوگوں
نے بڑی خوشی میں رات بسر کی کہ کل فتح کا دن
ہے جب صبح ہوئی تو آنحضرت نماز کے بعد تشریف
لاکر کھڑے ہوئے اور علم کو منگایا۔ اوسوقت
تمام صحابہ کو علم کی تمنا تھی۔ آپ نے حضرت
علی کو بلوایا وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔
آپ نے اپنا لعاب دہن ہاتھ میں لیکر علی کی
آنکھوں پر لگایا اور اونھیں کو علم عطا فرمایا۔

معارج النبوت میں ملا معین فرنگی محلی فرماتے ہیں کہ

در ہنگام خلوت و مشاورت نبی با علی امیر المومنین
عمر رضی اللہ عنہ با حضرت رسول صلعم گفتہ کہ

جب آنحضرت نے تخلیہ میں حضرت علی سے مشورہ
فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ

بارسول اللہ با علی راز میگوئی - دبا وے
خلوت میکنی آں سرور فرمود ما انتجیتہ ولکن
اللہ انتجاہ - یعنی من با وے راز نمی گویم بلکہ
خدائے با او در راز می گوید محدث دہلوی در شرح
مشکوۃ در معنی ولکن اللہ انتجاہ فرمود کہ
یعنی خدائے تعالی امر کردہ است مرا کہ راز می گویم
با او - پس راز گفتم من بجہت فرماں برداری
کردن امر حق تعالی را و تواند کہ معنی آں باشد کہ
من ابتداء راز گفتن با وی نہ کردہ ام ولیکن
خدائے تعالی راز می گوید با وے والقائے اسرار
می کند در دل وے من نیز راز میگویم با وے
از جہت موافقت و متابعت فعل الہی -

علی سے تخلیہ میں راز کی باتیں کرتے ہیں
آپ نے فرمایا ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ
یعنی میں اون سے راز نہیں کہتا ہوں بلکہ
خدا راز کہتا ہے - محدث دہلوی شرح مشکوۃ
میں ولکن اللہ انتجاہ کے معنی کہتے ہیں کہ
مجھے حق تعالی نے راز کہنے کا حکم دیا ہے
پس راز کہتا ہوں میں بحکم خدا کے اور
یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میں نے راز کہنے کی
ابتدا نہیں کی بلکہ خدا ہی اون سے راز کہتا
ہے اور اپنے اسرار کو اونکے دل میں القا
فرماتا ہے میں بھی راز کہتا ہوں اون سے
موافقت و متابعت فعل خدا میں -

ترمذی میں محمد بن عیسی جابر سے مروی ہے کہ

قال دعی رسول اللہ صلعم علیا
یوم الطائف فانتجاہ فقال
الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ
فقال رسول اللہ صلعم ما
انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ -

رسول اللہ نے علی کو محاصرہ طائف کے دنوں
میں پاس بلا کر سرگوشی فرمائی - لوگوں نے کہا
کیا ہے جو رسول اللہ نے اپنے بھائی سے
دیر تک راز کی باتیں کیں - آنحضرت نے
سنا تو فرمایا کہ علی سے میں نے راز کی باتیں
نہیں کیں بلکہ خدا نے کیں -

کتاب اسباب نزول واحدی و تفسیر درمنثور سیوطی اور فتح القدیر شوکانی میں

عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك على رسول الله صلعم يوم غدير خم فى على بن ابى طالب رضى الله عنه

(بروایت ابن ابی حاتم وغیرہ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته۔ غدیر خم کے دن حضرت علی کی شان میں نازل ہوا۔

عینی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ

معناه بلغ ما انزل اليك فى فضل على بن ابى طالب فلما انزلت هذه الاية اخذ بيد على وقال من كنت مولاه فعلى مولاه۔

آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک کے یہ معنی ہیں کہ اے رسول اسکو پہونچا دو جو تمہارے رب نے علی بن ابی طالب کے فضل میں نازل فرمایا ہے پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالت مآب نے حضرت علی کا بازو پکڑکر ارشاد فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔

تفسیر حافظ ابن مردویہ میں

عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت هذه الاية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اخذ النبى صلعم بيد على فقال من كنت

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی کا بازو تھام کر ارشاد فرمایا کہ من کنت

مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ اس ارشاد کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

علامہ ابن واضح

فی التاریخہ وقد قیل انہ آخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ وھی الروایۃ الصحیحۃ والثابتۃ والصریحۃ وکان نزولھا بغدیر خم۔

اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ بروایت صحیحہ ثابتہ وصریحہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم قرآن مجید کی آخری آیت ہے اور اوس کا نزول غدیر خم میں ہوا ہے۔

محدث نسائی نے

عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت وانی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل

کتاب خصائص میں بروایت ابو الطفیل و زید بن ارقم روایت کی ہے کہ جب رسالتمآب نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور غدیر خم میں نزول اجلال ہوا۔ آنحضرت کے حکم سے ممبر تیار کیا گیا آپ زینت آرائے ممبر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں بارگاہ عزت میں بلایا گیا ہوں اور میں نے قبول کر لیا ہے۔ میں تم میں دو بھاری بھرکم چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ دوسرے اپنے اہل بیت۔ تم لوگ دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں سے کس طرح پیش آتے ہو۔

مومن ثم انه اخذ بید علی رضی الله
عنه فقال من کنت ولیه فهذا ولیه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
فقلت لزید سمعته من رسول الله
قال ما کان فی الدوحات احد الا رآه
بعینیه وسمعه باذنیه وعن سعد قال
کنا مع رسول الله صلعم بطریق مکة
فلما بلغ غدیر خم وقف للناس ثم رد
من تبعه ولحقه من تخلف فلما اجتمع
الناس الیه قال ایها الناس من ولیکم
قالوا الله ورسوله ثلاثا ثم اخذ بید
علی فاقامه ثم قال من کان الله ورسوله
ولیه فهذا ولیه اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه ومن طریق اخری
عن زید بن ارقم قال قام رسول الله
صلعم فحمد الله واثنی علیه ثم
قال الستم تعلمون انی اولی بکل
مومن من نفسه قالوا بلی نشهد لانت
اولی بکل مومن من نفسه قال فانی

کیونکہ یہ دونو جب تک میرے پاس حوض کوثر میں
جاویں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہوں گے۔
پھر فرمایا کہ میرا مولا اللہ ہے۔ اور میں کل مومنوں کا ولی
ہوں بعد اسکے حضرت علی کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ جسکا میں
ولی ہوں اسکا ولی علی بھی ہے۔ خدایا دوست رکھ
اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو
علی سے دشمنی رکھے۔ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث
سنکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسکو جناب رسالتمآب سے
سنا ہے زید بن ارقم نے کہا کہ ایک میں کیا۔ جو لوگ ممبر کے گرد تھے
سب نے آنحضرت کو فرماتے دیکھا اور اپنے کانوں سنا اور
سعد بن ابی وقاص سے روایت کیگئی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ
کے ہم سفر تھے جب آنحضرت غدیر خم میں پہونچے تو آپنے
ہمراہیوں کو توقف کا حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے
پلٹے۔ اور جو پیچھے رہ گئے تھے وہ آملے جب سب لوگ جمع ہو گئے
تو آنحضرت نے خطبہ فرماکر ارشاد کیا کہ اے لوگو تمھارا ولی
کون ہے لوگوں نے عرض کی اللہ اور اُسکا رسول یہ سنکر آنحضرت نے
علی کو بلند کیا اور فرمایا۔ خدا رسول جسکے ولی ہیں اوسکا ولی
علی بھی ہے خدایا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور
دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو نیز محدث موصوف

من كنت مولاه فهذا مولاه واخذ بيد علی۔

کتاب مذکور میں بطریق دیگر زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ ایہا الناس کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولیٰ ہوں سب نے عرض کی بیشک آپ ہر مومن کیلئے اوس کے نفس سے اولیٰ ہیں۔ یہ سنکر آپ نے حضرت علی کا بازو تھام کر فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اوسکا مولیٰ ہے۔

روضۃ الاحباب میں ہے

در اثناء مراجعت چون آں حضرت بمنزل غدیر که از نواحی جحفه است رسید نماز پیشین را در اول وقت گذارد بعد ازاں روبسوئے یاراں کرد و فرمود الست اولی بالمومنین بانفسهم یعنی آیا نیستم من اولی بمومنان از نفسهائے ایشاں در داتی آنکه فرمود مرا بعالم بقا خواندند و من اجابت نمودم ۔ بدانید که من درمیان شما دو امر عظیم میگزارم و یکے از دیگر بزرگ تر است قرآن واہلبیت من بہ بینید و احتیاط کنید بعد از من که باں دو امر چگونہ سلوک خواہید نمود و رعایت حقوق آنہا بچہ کیفیت خواہید کرد و آں دو امر از

جب رسالت مآب حج سے مراجعت فرما کر غدیر کے مقام پر پہونچے تو نماز ظہر کو اول وقت ادا فرمایا اور اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ کیا میں تمام مومنین کیلئے اون کے نفسوں سے اولیٰ نہیں ہوں اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں عالم بقا کی جانب بلایا گیا ہوں اور میں نے جانا منظور کر لیا ہے پس واضح ہو کہ میں تمہارے درمیان دو بڑی چیزیں چھوڑتا ہوں جو ایک دوسرے سے بڑھکر ہیں قرآن اور میرے اہلبیت۔ دیکھنا ہے کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہو اور اونکے حقوق کا کیا لحاظ کرتے ہو۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے

یکدیگر جدا نخواہند شد تا درلب حوض کوثر بمن رسند
آنگاہ فرمود بدرستیکہ خداے تعالیٰ مولاے
من است و من مولاے جمیع مومنانم بعد ازاں
دست علی را گرفت فرمود من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ واخذل من خذلہ
وانصر من نصرہ وادر الحق معہ
حیث دار۔

تا وقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ لیں گے۔
پھر فرمایا کہ خدا میرا مولا ہے۔ اور میں کل مومنوں کا
مولا ہوں۔ یہ ارشاد فرماکر حضرت علی کا بازو تھام کر
فرمایا کہ جس کا مولا میں ہوں۔ اوسکا مولا علی بھی ہے خدایا
دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ
اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مخذول فرما اوسکو جو علی کو
مخذول گردانے اور نصرت کر اوسکی جو نصرت کرے علی کی
اور پھیر دے حق کو اوس طرف جدھر علی پھریں۔

صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی بروایت طبرانی بسند صحیح لکھتے ہیں

بسند صحیح ان رسول اللہ صلعم
خطب بغدیر خم تحت شجرات فقال
ایھا الناس ان اللہ مولای وانا مولی
المومنین وانا اولی بھم من انفسھم
فمن کنت مولاہ فھذا مولاہ یعنی علیا

کہ جناب رسالت مآب نے غدیر خم میں درختوں کے نیچے
خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے۔
اور میں کل مومنین کا مولا اور اونکے لئے اون کے
نفسوں سے اولیٰ ہوں پس جس کا میں مولا ہوں
اوس کا مولا علی بھی ہے۔

تفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری میں ہے کہ

ان ھذہ الایۃ (یا ایھا الرسول بلغ ما
انزل الیک الخ) نزلت فی فضل علی بن
ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ
یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلعم

آیۂ یا ایھا الرسول بلغ حضرت
علی کی فضیلت میں بمقام غدیر خم نازل
ہوئی اور جب اس کا نزول ہوا۔ تو رسالت
مآب نے حضرت علی کا بازو تھام کر

بیدہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث | فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ -

مسند احمد حنبل میں براء ابن عازب سے روایت ہے کہ

قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر واخذ بید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیأ لک یا بن ابی طالب اصبحت وامسیت مولا کل مومن ومومنۃ -	ہم لوگ آنحضرت کے ہم سفر تھے - جب غدیر خم میں وردو ہوا - تو منادی نے ندا کی الصلوۃ جامعۃ اور آنحضرت کے واسطے درختوں کے نیچے زمین صاف کیگئی - نماز ظہر کے بعد حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تملوگ نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کیلئے اونکے نفوس سے اولیٰ ہوں - سب نے کہا بیشک - پھر آپنے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کیلئے اوس کے نفس سے اولیٰ ہوں - سب نے عرض کی درحقیقت آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولیٰ ہیں تب آپنے ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں علی بھی اوسکا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو اے فرزند ابو طالب کہ آج سے تم ہر مومن اور مومنہ کے مولیٰ ہوے -

معارج النبوت ملا معین میں ہے کہ

بشیر اصحاب حتی کہ امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت بجا آوردند -	اوس روز اکثر اصحاب اور امہات المومنین تک نے حضرت علی کو مبارکباد دی -

محدث دہلوی مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ

در روز دیگر باوجود مرض لوا بستے برائے او بدست
مبارک خود بعقد نمود و فرمود اغز بسم اللّٰہ
وفی سبیل اللّٰہ وقاتل من کفر باللّٰہ
پس اسامہ لوا را گرفت و بیروں رفت و لوا را
بہ بریدہ بن الخصیب داد تا دراں لشکر صاحب
لوا باشد و در جرف کہ نام موضع است قریب
مدینہ مطہرہ منزل ساخت تا سپاہ آں جا جمع شد
و حکم عالی چناں صادر شد کہ از اعیان مہاجرہ
انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان
ذوالنورین و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ
بن الجراح و غیرہم الا علی مرتضی را کہ ہمراہ نگرد
دراں لشکر ہمراہ اسامہ باشند و این معنی بر خاطر
بعضے مردم گراں آمد کہ غلامے را بر اکابر مہاجرین
و انصار امیر گردانید و در مجلس ازیں جماعت
سخنان ازیں باب بظہور آمد چوں ایں اخبار
بسمع شریف رسید خاطر مبارکش رنجیدہ شد
و بغضب در آمد۔ و باوجود تب و درد سر از
خانہ مبارک عصابہ بستہ بیروں آمد و بر سر

دوسرے روز باوجود شدت مرض اپنے ہاتھ سے
علم سجاکر اسامہ کو عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ
بسم اللہ جاؤ اور راہ خدا میں کفار سے جہاد کرو۔
اسامہ علم لے کر باہر آئے۔ نشان بریدہ کو دیا
اور مدینہ سے نکل کر جرف میں قیام کیا تاکہ سب
فوج وہاں جمع ہو۔ رسالت مآب نے حکم دیا
کہ سوا علی کے تمام اعیان و انصار
و مہاجرین یعنی حضرات ابوبکر و عمر
عثمان و سعد بن وقاص و ابو عبیدہ جراح وغیرہ
اس لشکر میں اسامہ کے ساتھ جاویں۔ بعض
اصحاب کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ ایک غلام کو
آنحضرت نے اکابر صحابہ و مہاجرین و انصار کا
امیر بنایا انھیں نے اس باب میں سر مجلس
چہ میگوئیاں کیں۔ آنحضرت نے سنا تو رنجیدہ
خاطر ہو کر باوجود تپ اور درد سر رومال
سر میں باندھے غصہ میں باہر تشریف لائے
اور ممبر پر جاکر خطبہ فرمایا اور ارشاد کیا ایہا الناس
یہ کیسا باتیں ہیں جو تم اسامہ کے امیر لشکر

ممبر رفت و خطبہ خواند و فرمود اے معشر الناس
این چہ سخن است کہ در باب امیر ساختن من
اسامہ را از شما سر بر می زند و در باب امارت
پدرش در غزوہ موتہ نیز سخن می کردند بخدا سوگند
کہ وے سزاوار امارت است و پدرش نیز سزاوار
امارت بود۔

ہونے پر کر رہے ہو جیسا کہ غزوہ موتہ میں
بھی۔ تم نے پدر اسامہ کے سردار فوج ہونے
کی تھیں - خدا کی قسم اسامہ سزاوار امارت
ہے اوس کا باپ بھی امیر فوج ہونے
کے لائق تھا۔

کتاب ملل و نحل شہرستانی میں ہے کہ

قال صلعم جہزوا جیش اسامہ
لعن اللہ من تخلف عنہا۔

آنحضرت نے فرمایا کہ لشکر اسامہ کی جلد تیاری کرو
جو شخص جیش اسامہ سے تخلف کرے گا وہ خدا کے
نزدیک ملعون ہوگا۔

مدارج النبوت میں شیخ عبد الحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ

اسامہ بنا بر فرمودۂ آنحضرت صلعم بہ لشکرگاہ رفت
و فرمان داد تا لشکر کوچ کنند چون خواست
سوار شود مادرش پیغام فرستاد کہ رسول خدا
در نزع است اسامہ باز گشت و اشراف
صحابہ نیز مراجعت نمودند۔ ابوبکر صدیق و
عمر فاروق و امثال ایشان خود در مدینہ
مطہرہ بودند۔

اسامہ نے حسب الحکم نبوی لشکر گاہ میں جا کر
کوچ کا حکم دیا۔ جب خود سوار ہونے
لگے تو اون کی ماں نے خبر دی کہ رسول اللہ
حالت نزع میں ہیں۔ یہ سنکر اسامہ
اور دیگر اشراف صحابہ واپس آئے
حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ تو ہنوز مدینہ
میں موجود تھے۔

حافظ ابن جریر طبری تاریخ الرسل والملوک میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ

قال رسول اللہ صلعم ابعثوا الی علی فادعوہ فقالت عائشۃ لو بعثت الی ابی بکر وقالت حفصۃ لو بعثت الی عمر فاجتمعوا عندہ جمیعا فقال رسول اللہ صلعم انصرفوا فان تاک لی حاجۃ ابعث الیکم فانصرفوا۔

آنحضرت نے اوس عالم بیماری میں ارشاد کیا کہ علی کو میرے پاس بلاؤ۔ حضرت عائشہ نے عرض کی کاش آپ ابوبکر کو بولاتے حضرت حفصہ نے کہا کاش آپ عمر کو بولاتے۔ اتنے میں یہ حضرات وہاں آپہونچے آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگ جاؤ اگر تمھاری ضرورت ہوتی تو میں تم کو خود بلاتا یہ سنکر دونو صاحب واپس گئے۔

طبرانی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ

قال لما مرض النبی صلعم قال ادعوا لی بصحیفۃ ودواۃ اکتب کتابا لا تضلوا بعدہ ابدا فقال النسوۃ من وراء الستر الا تسمعون ما یقول رسول اللہ صلعم فقلت انکن صواحبات یوسف اذا مرض رسول اللہ عصرتن اعینکن واذا صح رکبتن عنقہ فقال رسول اللہ دعوھن فانھن خیر منکم۔

رسول اللہ نے بحالت مرض ارشاد کیا کہ کاغذ دوات سامان کتابت لاؤ میں ایسا کتبہ لکھدوں جسکی وجہ سے تم لوگ میرے بعد کبھی گمراہ نہو۔ مخدرات عصمت نے پردہ کے اندر سے اصحاب کو مخاطب کرکے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ کا ارشاد نہیں سنتے حضرت عمر نے اون بیبیوں کو جواب دیا کہ تمھاری مثال صوحبات یوسف کی ہے کہ پیغمبر صاحب کی بیماری میں روتی ہو اور بوقت صحت اونکی گردن پر سوار ہوتی ہو یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ ان عورتوں سے معترض نہو۔ یہ تم سے بہر کبھی بہتر ہیں ::

صحیح مسلم میں

عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعمؐ فی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ھلمّ اکتب لکم کتابا لاتضلون بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ کتابا لم تضلوا بعدہ ومنھم من یقول من قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند رسول اللہ صلعم قال رسول اللہ قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ماحال بین رسول اللہ صلعم وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب من اختلافھم ولغطھم	حضرت ابن عباس سے مروی ہے - جب آں حضرت کا وقت اخیر رہا تھا اور دولتکدہ نبوت میں حضرت عمر اور دیگر اصحاب کا مجمع تھا - آنحضرت نے فرمایا کہ آؤ میں تمھارے لئے کچھ لکھ دوں تاکہ تم گمراہ نہو حضرت عمر بولے رسول اللہ غلبہ مرض سے ایسا فرما رہے ہیں - ہمارے لئے کتاب خدا کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ میں اختلاف ہوا - بعض کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے اختلاف میں شور و غل ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ - ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس شور و اختلاف کی وجہ سے آنحضرت کچھ نہ کہہ سکے

مسند احمد - صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم	حضرت عبداللہ بن عباس یہ کہکر کہ روز پنجشنبہ کیسا دن تھا اتنا روئے کہ موتیوں کی لڑی

جعل تسیل دموعہ حتی رائت
علی خدیہ کانہا نظام اللؤلؤ قال رسول
اللہ صلعم ائتونی بالکتف والدواۃ
او اللوح والدواۃ اکتب لکم
کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا
فقالوا ان رسول اللہ یھجر۔

کی طرح اون کے رخساروں پر آنسو جاری
ہوگئے بعد ازاں کہا کہ پنجشنبہ وہ دن
تھا جب رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ
مجھے سامان کتابت دو تاکہ میں تمہارے لئے
کچھ لکھدوں جس سے تم میرے بعد کبھی گمراہ نہو
مگر افسوس لوگوں نے کہدیا کہ آنحضرت
ہذیان بک رہے ہیں۔

شہاب الدین خفاجی کتاب نسیم الریاض شرح شفائی قاضی عیاض میں لکھتے ہیں کہ

وفی بعض طرق ھذا الحدیث
قال عمر النبی یھجر۔

اس حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ حضرت عمر نے
فرمایا تھا کہ پیغمبر صاحب ہذیان بک رہے ہیں

علامہ شہرستانی کتاب ملل ونحل میں لکھتے ہیں کہ

اول تنازع فی مرضہ علیہ السلام
فیما رواہ محمد ابن اسمعیل البخاری باسنادہ
عن عبد اللہ بن عباس قال لما اشتد
بالنبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی
بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا
لا تضلوا بعدی فقال عمر ان رسول
اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا کتاب اللہ

پہلا تنازع اور اختلاف جو زمانہ علالت
آنحضرت میں ہوا یہ تھا جسکو بخاری نے اپنی
کتاب صحیح میں اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن عباس
سے اس طرح لکھا ہے کہ جب آنحضرت کے
مرض موت میں زیادتی ہوئی تو آپنے فرمایا کہ
مجھے سامان کتابت دو کہ میں تمہارے لئے ایسا کچھ
لکھدوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہو یہ سنکر حضرت
عمر نے کہا کہ پیغمبر صاحب غلبہ مرض کی وجہ سے

وكثر اللغط فقال النبی علیه السلام قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع قال ابن عباس الرزیّة کل الرزیة ما حال بیننا و بین کتاب رسول الله۔

ایسا کہہ رہے ہیں ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے جب اس بات پر شور و غوغا مچا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ تم لوگوں کو لازم نہیں ہے کہ میرے سامنے تنازع اور اختلاف کرو۔ ابن عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ مصیبت اور عظیم مصیبت وہ اختلاف تھا جس نے ہمارے اور پیغمبر صاحب کے تحریر میں حائل ہو کر آنحضرت کو کتابت اور ہدایت سے باز رکھا۔

کتاب ملل و نحل شہرستانی میں ہے کہ

قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا مات قتلته بسیفی هذا۔

حضرت عمر نے فرمایا جو یہ کہیگا کہ رسول اللہ نے وفات پائی اسکو میں اپنی تلوار سے قتل کردوں گا۔

تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ

فقال ابو بکر نحن اولیاء النبی و عشیرته واحق الناس بامره۔

حضرت ابوبکر نے سقیفہ ہو چکیرا فرمایا ہم نبی کے رفیق و عشیرت میں سب لوگوں سے مستحق ترہیں خلافت کیلئے۔

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ

فقال عمر ابسط یدك یا ابا بکر ابایعك فقال ابو بکر بل انت یا عمر فانت اقوی لها منی وکان کل واحد منهما یرید صاحبه یفتح یده یضرب علیها

کہا حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہ ہاتھ پھیلاؤ تاکہ میں تمہاری بیعت کروں حضرت ابوبکر بولے نہیں بلکہ تم ہاتھ لاؤ کیوں کہ تم ہر طرح مجھ سے قوی ہو۔ کچھ دیر یونہیں اینچا کھینچی رہی بالآخر حضرت

ففتح عمر يد ابى بكر وقال ان لك قوتى مع قوتك -

عمر نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ کھینچکر بیعت کی اور کہا کہ تم اپنی قوت کے ساتھ میری قوت کو بھی شامل سمجھو۔

کنز العمال میں

عن عروة قال ان ابا بكر وعمر رضى الله عنهما لم يشهدا دفن النبى صلعم۔

عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کے دفن میں حضرات ابوبکر و عمر شریک نہ تھے ۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ

چوں از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از وجوہ مہاجرین و اعیان و انصار مجمع ساختہ فرستاد و علی مرتضیٰ را بآن مجلس طلبید وی اجابت فرمودہ دراں مجمع حاضر شد و در محلے لائق خود نشست و از موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق رضی گفت موجب آں است کہ می خواہم چنانچہ سائر اصحاب با ابوبکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کن علی گفت من ہماں سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ اید و این منصب را گرفتید بر شما حجت می گردانم - راست گوئید - کہ آنحضرت رسالت صلعم کہ اقرب بود - کیست - عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت نہ کنی - علی فرمود اول این سخن را جواب باصواب بگوئید بعد ازاں از من بیعت

جب حضرت ابوبکر بیعت لے چکے تو بذریعہ بعض مہاجرین و انصار حضرت علی کو بلوایا۔ حضرت علی نے آکر پوچھا مجھے کیوں بلوایا ہے حضرت عمر بولے اس لئے بلوایا ہے کہ جس طرح سب نے ابوبکر سے بیعت کی ہے تم بھی کرو۔ حضرت علی نے فرمایا کہ جس بات کو تم نے انصار پر حجت قرار دیکر منصب خلافت حاصل کر لیا ہے اوسیکو میں تم پر حجت لاتا ہوں۔ سچ کہنا کہ جو شخص رسول اللہ سے قریب تر ہے وہ کون ہے ۔ حضرت عمر نے فرمایا جب تک تم بیعت نہ کرلوگے میں تمکو نہ چھوڑونگا حضرت علی نے فرمایا پہلے میری بات کا جواب دو پھر مجھ سے بیعت لو ابوعبیدہ جراح بولے اے ابوالحسن سابقہ اسلام اور

جو ئید - ابو عبیدہ گفت اے ابو الحسن تو بواسطہ
سبقت در اسلام و فضل و قرابت قریبہ
با سید انام سزاوار حکومت و خلافتی۔ و لیکن
چون صحابہ بر ابوبکر اجماع و اتفاق نمودند مناسب
این است کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق در آری
علی گفت اے ابو عبیدہ موہبتیکہ حق سبحانہ و تعالیٰ
بہ خاندان نبوت کرامت فرمودہ در بند آں
می باشید کہ بجائے دیگر نقل کنید مہبطہ قرآن
و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم
و معدن عقل و حلم مائیم بشیر بن براء گفت
اے ابو الحسن چون در خانہ نشستی گمان شد کہ تو
خلافت کنارہ می کنی علی فرمود اے بشیر تو
روا می داری کہ من جسد اطہر و قالب انور
سید عالم را غسل نادادہ تجہیز و تکفین وے
نہ نمودہ و از دفن وے فراغت حاصل نکردہ
دم در طلب خلافت و حکومت زدمے و با مردم
در منازعت و خصومت شدمے۔

قرابت رسول کے باعث جو شرف تم کو ہے
اوسکی وجہ سے تمہیں خلافت اور حکومت کے
مستحق ہو۔ مگر صحابہ نے ابوبکر پر اتفاق کیا ہے
اس لئے مناسب ہے کہ تم بھی اون کا ساتھ دو
حضرت علی نے فرمایا اے ابو عبیدہ خدا نے
جو موہبت خاندان رسالت کو عطا کی ہے۔ تم چاہتے
ہو کہ اوس کو دوسری جگہ منتقل کر لو۔ دیکھو
مہبط وحی اور مورد امر و نہی و منبع فضل و علم
و معدن عقل و حلم ہم ہیں۔ یہ سنکر بشیر بن
براء نے کہا کہ اے ابو الحسن تمہارے گھر میں
بیٹھے رہنے سے یہ گمان ہوا کہ شاید تم کو
خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے۔ حضرت علی نے
فرمایا اے بشیر کیا تم لوگ اسبات کو روا
رکھتے ہو کہ میں رسول اللہ کے قالب انور
اور جسد مطہر کو بلا تجہیز و تکفین و تدفین
چھوڑ کر طلب خلافت کے لئے
جھگڑتا۔

اسد الغابہ میں ابن اثیر جزری لکھتے ہیں کہ

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلعم

حضرت علی نے کہا کہ جناب رسالت مآب نے مجھ سے

انت بمنزلة الكعبة توتی ولا تاتی
فان اتاك هولاء القوم وسلموها
اليك يعنی الخلافة فاقبل منهم
وان لم ياتوك فلا تاتهم حتی
ياتوك ـ

ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے اُسکے
حضور میں سب حاضر ہوتے ہیں اور وہ کسی کے
پاس نہیں جاتا پس اگر یہ قوم تیرے پاس حاضر ہو کر
بعیت خلافت کرے تو قبول کر ورنہ خود اونکے پاس
اس غرض سے نجا بلکہ اونکے آنے کا انتظار کر

روضۃ الاحباب میں ہے کہ

ابوبکر صدیق چوں دید کہ کلمات علی جملہ محکم و مستوا
و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است
از راہ رفق و مدارا در آمد و گفت اے
ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من دریں
امر مضایقہ نباشد و اگر می دانستم از بیعت
با من تخلف خواہی کرد ۔ ہرگز آں را قبول نمی
کردم اکنوں کہ مردم با یں اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز
با ایشاں موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ
ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ
دریں امر تفکر و تامل نمائی ہیچ حرجی بر تو نیست
پس علی از مجلس برخاست و متوجہ
خانہ خویش گشت ـ

حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ گفتگو علی کی نہایت
مضبوط اور مدلل ہے بلکہ ہر بات ہزار باتوں کے
مقابل میں ہے ۔ نہایت نرمی اور شایستگی
سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھے یقین تھا
کہ میری بیعت میں تمکو تامل نہوگا ۔ اگر یہ جانتا
کہ تم مخالفت کروگے تو میں خلافت ہی کو ہرگز
قبول نکرتا مگر اب تو لوگ بیعت کر چکے تم بھی
کر لیتے تو کام بن جاتا ۔ اگر اس وقت تامل ہو
تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ۔ حضرت علی اُٹھکر
اپنے گھر چلے آئے ۔

عقد الفرید میں شہاب الدین اندلسی لکھتے ہیں کہ

الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادة فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابو بکر عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهم الدار فلقیة فاطمة فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیہ الامة

جن لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے مخالفت کی وہ علی - عباس - زبیر وسعد بن عبادہ تھے جس میں سے علی وعباس و زبیر خانہ فاطمہ میں تھے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بھیجا کہ ان لوگوں کو لاؤ نہ آویں تو بزور لاؤ - حضرت عمر تھوڑی آگ لیکر وہاں پہونچے کہ گھر میں آگ لگا دیں حضرت فاطمہ کو معلوم ہوا تو فرمایا اے پسر خطاب میرا گھر جلانے آیا ہے حضرت عمر نے کہا بیشک یہی ارادہ ہے ورنہ جو لوگ اس گھر میں ہیں وہ چل کر بیعت کریں -

تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ

فاقبل عمر بشیء من نار علی ان یضرم الدار فلقیته فاطمة وقالت الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخل فیہ الامة -

حضرت عمر تھوڑی آگ لیکر اس قصد سے آئے کہ بیت الشرف فاطمہ میں آگ لگا دیں - جناب سیدہ نے فرمایا اے پسر خطاب کیا تو میرے گھر میں آگ لگائے گا حضرت عمر نے فرمایا ہاں یا اس گھر والے ابوبکر کی بیعت کریں -

تاریخ ابو جعفر ابن جریر میں ہے کہ

اتی عمر بن الخطاب منزل علی وفیه

حضرت عمر نے دولت سرائے علی پر جہاں طلحہ

طلحة والزبیر ورجال من المهاجرین فقال والله لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعة۔

زبیر و بعض مہاجر تھے یہ کہکر فرمایا کہ قسم خدا کی اس گھر میں آگ لگا دوں گا ورنہ تم لوگ بیعت کیلئے باہر نکلو۔

کتاب الامامة والسیاسة ابن قتیبہ دینوری میں ہے کہ

ان ابا بکر رضی الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بیعته عند علی کرم الله وجهه فبعث الیهم عمر فجاء فناداهم وهم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیده لتخرجن او لاحرقنها علی من فیها فقیل له یا ابا حفص ان فیها فاطمة فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علی (وفیه) وقال علی انا احق بهذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعة لی اخذتم هذا الامر من الانصار واحتججتم علیهم بالقرابة من النبی صلعم وتاخذونه منا اهل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولی بهذا الامر منهم لما کان محمد صلعم منکم فاذا

جب حضرت ابوبکر نے ان لوگوں کو جو حضرت علی کے پاس تھے اپنی صحبت بیعت میں حاضر نہ پایا تو حضرت عمر کو ان کے بلانے کو بھیجا وہ لوگ حضرت علی کے گھر کے اندر تھے۔ باہر نکلنے سے انکار کیا تو حضرت عمر نے جلانے کی لکڑیاں منگا کر کہا کہ باہر نکلو ورنہ خدا کی قسم اس گھر والوں کو آگ لگا کر جلا دوں گا۔ لوگوں نے کہا اس گھر میں تو فاطمہ بنت رسول بھی ہیں حضرت عمر بولے کہ ہوا کریں یہ سنتے ہی جو لوگ خانہ مرتضوی میں تھے باہر نکل آئے اور سوا حضرت علی کے سب حضرت ابوبکر کی بیعت کو روانہ ہوئے حضرت علی نے ان لوگوں سے جو لینے آئے تھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مہاجرین میں امر خلافت میں ہر طرح تم سے احق ہوں اور میری بیعت تمہارے لئے اولیٰ ہے دیکھو تم نے انصار سے امر خلافت اس دلیل سے حاصل کیا

احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی
الانصار نحن اولی برسول اللہ حیا ومیتا
فانصفونا ان کنتم تومنون باللہ
وتخافونہ (الی ان قال) وقال علی یا معشر
المہاجرین اللہ اللہ لا تخرجوا سلطان
محمد صلعم فی العرب من داره
وقعر بیتہ الی دورکم وقعود بیتکم
فوقفت فاطمۃ رضی اللہ عنہا علی
بابہا وقالت ترکتم رسول اللہ
صلعم جنازه بایں ایدینا وقطعتم
امورکم بینکم ولم تردوا لنا حقا

کہ نسبت اونکے تم لوگ آنحضرت سے قربت رکھتے ہو
اور اس دلیل سے تم نے خلافت کو غصب کیا پس جو
حجت تم نے انصار پر پیش کی وہی حجت میں تم پر
لاتا ہوں کہ رسول اللہ سے میرے قربت ہر طرح سے
تم لوگوں سے مقدم ہے آنحضرت کی زندگی میں بھی
اور بعد وفات بھی اب تم ہی انصاف کرو اگر خدا پر
ایمان رکھتے ہو اور اوس سے ڈرتے ہو اے گروہ مہاجرین
خدا کو یاد کرو اور جناب مصطفےٰ کی حجت کو اونکے گھر سے
نکال کر اپنے گھروں میں نہ لیجاؤ بعدہ حضرت فاطمہ نے
در خانہ پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے قوم تم نے رسول اللہ
کی نعش کو ہمارے آگے چھوڑ کر امر خلافت کو باہم طے کر لیا
اور ہمارے حق پر نظر نہ کی۔

اسنی المطالب شمس الدین جرزی میں

وفی اسنی المطالب لشمس الدین
الجزری عن ام کلثوم بنت فاطمۃ
ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم
قالت انسیتم قول رسول اللہ یوم
غدیر خم من کنت مولاه فعلی
مولاه وقولہ انت منی بمنزلۃ

بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت
فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ
رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے
بروز غدیر خم علی کے باب میں فرمایا
یعنی کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
نیز فرمایا یعنی کہ انت منی بمنزلۃ

هارون من موسیٰ ۔

هارون من موسیٰ ۔

مورخ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ

قال ابن قتیبة فی تاریخه المذکور
فاتی عمر ابا بکر فقال له الا تاخذ هذا
المتخلف عنك بالبیعة فقال ابو بکر
لقنفذ وهو مولی له اذهب فادع
لی علیاً فذهب الی علی فقال له
ما حاجتك فقال یدعوك خلیفة
رسول الله فقال علی لسریع ما کذبتم
علی رسول الله صلعم فرجع فابلغ الرسالة
قال فبکی ابو بکر طویلا فقال عمر
الثانیة ان لا تمهل هذا المتخلف
عنك بالبیعة فقال ابو بکر رضی الله عنه
لقنفذ عد الیه فقل له امیر المومنین
یدعوك لتبایع فجاءه قنفذ فادی
ما امر به فرفع علی صوته فقال سبحان
الله لقد ادعی ما لیس له فرجع
قنفذ فابلغ الرسالة فبکی ابو بکر
طویلا ثم قام عمر فمشی معه جماعة

جب حضرت عمر حضرت ابوبکر کے پاس واپس گئے تو
اونھوں نے کہا کہ علی کو کیوں گرفتار نہیں کرتے ہو
جو تمھاری بیعت سے خلاف ورزی کر رہے ہیں حضرت
ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو بھیجا کہ علی کو میرے پاس
لے آ ۔ قنفذ نے جاکر حضرت علی سے کہا کہ تمکو خلیفہ
رسول اللہ بلاتے ہیں حضرت علی نے فرمایا کہ بہت جلد
تم لوگوں نے رسول اللہ پر افترا کیا ۔ قنفذ واپس
گیا اور حضرت علی کا ارشاد حضرت ابوبکر سے عرض کر دیا
حضرت ابوبکر سنکر رونے لگے ۔ حضرت عمر نے
دوبارہ حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی کو مہلت نہ دو جو تمھاری
بیعت سے کنارہ کشی کئے ہوے ہیں حضرت ابوبکر نے
پھر قنفذ کو حکم دیا کہ جاکر علی سے کہہ کہ تمھیں امیر المومنین
بلاتے ہیں قنفذ نے حاضر ہو کر حضرت علی کو حضرت
ابوبکر کا پیام پہونچایا ۔ حضرت علی نے باواز بلند فرمایا کہ
سبحان اللہ تیرے آقا نے اوس لقب کا ادعا کیا ہے
جس سے اونکو کچھ تعلق نہیں ہے ۔ قنفذ نے جاکر یہی باتیں
حضرت ابوبکر سے کہدیا ۔ حضرت ابوبکر سنکر پھر رونے لگے ۔

حتی اتوا باب فاطمة فدقوا الباب
فلما سمعت اصواتهم نادت یا علی
صوتها باکیة یا ابت یا رسول اللہ ما
ذا لقینا بعدك من ابن الخطاب و ابن
ابی قحافه فلما سمع القوم صوتها و بکاءها
انصرفوا باکین و بقی عمر و معه قوم فخرج
علی و مضی معهم الی ابی بکر فقالوا
له بایع فقال و ان انا لم افعل قالوا
اذًا و اللہ الذی لا الہ الا ہو نضرب
عنقك قال اذًا تقتلون عبد اللہ
و اخا رسوله قال عمر اما عبد اللہ
فنعم و اما اخو رسوله فلا و ابو بکر
ساکت لا یتکلم فقال له عمر الا تامر
فیه بامرك فقال لا اکرهه علی شیء
ما کانت فاطمة الی جنبه فلحق
علی بقبر رسول اللہ صلعم یصیح و یبکی
و ینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی
و کادوا یقتلوننی ـ

پس عمر اٹھے ـ اور ایک جماعت کو ساتھ لیکر
خانہ مرتضوی پر پہونچے ـ اور دق الباب کیا ـ
حضرت فاطمہ لوگوں کی صدائے دارو گیر سنکر آواز بلند
رونے اور فریاد کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ آپکے بعد
پسر خطاب اور پسر ابو قحافہ سے ہمکو کیسی مصیبت ہو گئی
ہے جب لوگوں نے فاطمہ کی فریاد سنی تو کچھ لوگ
واپس ہو گئے اور کچھ لوگ حضرت عمر کے ساتھ باقی رہ گئے
پس حضرت علی دولت سرا سے باہر نکلے اور انکے
ساتھ حضرت ابو بکر کے پاس تشریف لیگئے وہاں
آپ سے کہا گیا کہ بیعت کرو ـ آپنے کہا اگر میں بیعت
نکروں وہ بولے اگر بیعت نکروگے تو خدا کی قسم
ہم تمکو قتل کرینگے ـ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا ایسے
شخص کو قتل کروگے جو بندہ خدا اور اخو رسول ہے حضرت
عمر نے جواب دیا کہ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ تم بندہ خدا ہو لیکن
اسکو تسلیم نہیں کر سکتے کہ تم اخو رسول بھی ہو حضرت ابو بکر
ادس وقت بالکل چپ تھے حضرت عمر نے انسے کہا کہ تم کیوں نہیں
حکم کرتے اور خاموش بیٹھے ہو حضرت ابو بکر نے کہا کہ فاطمہ کے
ہوتے میں علی کو مجبور نہ کرونگا چنانچہ حضرت علی وہاں سے
اٹھکر جناب رسالتمآب کے مزار مقدس پر گئے اور آہ و زاری کی اور کہا کہ ای بھائی قوم کے لوگوں نے میری نہایت تحقیر کی قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالیں

استعاب ابن البر میں ہے کہ

لما بویع ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ
البطاء علی عن بیعۃ وجلس فی بیتہ

جب حضرت ابوبکر کی بیعت کیگئی تو حضرت علی نے
اونکی بیعت نہیں کی اور خانہ نشینی اختیار فرمائی۔

برہان الدین حلبی نے سیرۃ الحلبیہ میں بسبط ابن جوزی سے لکھا ہے کہ

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کتب لہا بفدک
ودخل علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ما
ھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثہا
من ابیہا فقال مماذا تنفق علی المسلمین
وقد حاربتک العرب کما تری
ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ۔

حضرت ابوبکر نے فدک کے متعلق جناب فاطمہ کو
دستاویز لکھدی اتفاق سے حضرت عمر آگئے اور انہوں نے
حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ کیسی تحریر ہے حضرت ابوبکر
نے فرمایا کہ رسول اللہ کی جو میراث حضرت فاطمہ کو
پہونچتی ہو اوسکے متعلق میں نے اونکو یہ دستاویز لکھدی ہے
حضرت عمر بولے کہ مسلمانوں کو پھر کس چیز سے نفقہ دوگے
عرب ضرور تم سے اس بات پر جھگڑیں گے یہکر جناب
فاطمہ سے وہ کاغذ لیکر چاک کر ڈالا۔

تاریخ ابن واضح میں ہے کہ

وکان الغالب علی ابی بکر عمر بن الخطاب

حضرت عمر ہر کام میں حضرت ابوبکر پر غالب تھے

تاریخ کامل ابن اثیر جزری میں ہے کہ

دعی لہ طبیب من بنی الحارث
فسقاہ نبیذا فخرج غیر متغیر
فسقاہ لبنا فخرج کذلک ایضا
فقال لہ اعھد یا امیر المومنین

(جب حضرت عمر زخمی ہوئے۔ تو قبیلہ بنی حارث کا
ایک طبیب بلایا گیا۔ اوس نے حضرت عمر کو نبیذ پلائی
وہ بجنسہ خارج ہو گئے۔ پھر دودھ پلایا وہ بھی اوسی طرح خارج ہو گیا
یہ دیکھکر طبیب نے کہا کہ اے امیر المومنین آپکو جو وصیت کرنا ہو کیجیے

کنز العمال میں ابو مجلز سے روایت ہے کہ

قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل
من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذا
تستخلفونہ شحیحا غلقا یعنی سیئ الاخلاق
فقال رجل نستخلف طلحۃ بن عبید اللہ
فقال کیف تستخلفون رجلا کان اول
شیئ نحلہ رسول اللہ صلعم ارضا
نحلہا ایاہ فجعلہا فی رہن یہودیۃ
فقال رجل من القوم نستخلف علیا
فقال انکم لعمری لا تستخلفونہ والذی
نفسی بیدہ لو استخلفتموہ لاقامکم
علی الحق وان کرہتم فقال الولید بن
عقبۃ قد علمنا الخلیفۃ من بعدک
فقال من قال عثمان بن عفان الحدیث
وعن حذیفۃ قال قیل لعمر بن الخطاب
(وہو بالمدینۃ) یا امیر المومنین
من الخلیفۃ بعدک قال عثمان
ابن عفان ۔

حضرت عمر نے لوگوں سے دریافت کیا میرے
بعد تم کسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہو ایک شخص نے
کہا کہ زبیر کو حضرت عمر نے فرمایا کہ ایسے آدمی کو
کیونکر خلیفہ کروگے جو بخیل اور بد اخلاق ہے
دوسرے نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے حضرت
عمر نے فرمایا کہ واہ ایسے آدمی کو کیا خلیفہ بناؤگے
جس نے آنحضرت کی عطا فرمائی ہوئی زمین
یہودیہ کے یہاں رہن کردی ۔ تیسرا بولا ہم
علی کو خلیفہ بنائیں گے ۔ حضرت عمر نے ارشاد
فرمایا کہ قسم ہے میری جان کی تم علی کو خلیفہ نہ کرنا
بخدا اگر علی کو خلیفہ بناؤگے تو چاہے تم خوش ہو یا
ناخوش وہ تمکو امر حق پر چلائے بغیر نہ رہیں گے
یہ سنکر ولید بن عقبہ بولا کہ میں سمجھ گیا جس کو آپ
خلیفہ بنانا چاہتے ہیں حضرت عمر نے پوچھا کسکو
ولید نے کہا عثمان کو اور حذیفہ سے روایت
ہے کہ حضرت عمر سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد
کون شخص آپ کا خلیفہ ہوگا ۔ انھیں نے
فرمایا عثمان بن عفان ۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ

ثم انه روی ان عمر رضی الله عنه ترك امر الامامة بین ستة انفس عثمان وعلی وطلحه والزبیر وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وقال لا تخرج الامامة منهم -

جب حضرت عمر کا وقت رحلت قریب آیا تو آپنے امر امامت کو حضرت عثمان علی - طلحہ - زبیر - عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص میں منحصر کیا - اور کہا کہ امر امامت ان چھہ شخصوں سے خارج نہوا -

تاریخ کامل میں ابن اثیر سے ہے

قال عمر لصهیب صل بالناس ثلاثة ایام وادخل هؤلاء الرهط بیتا وقم علی رؤسهم فان اجتمع خمسة والی واحد فاشدخ رأسه بالسیف وان اتفق اربعة وابی اثنان فاضرب رؤسهما وان رضی ثلاثة رجلا وثلاثة رجلا فحکموا عبدالله ابن عمر فان لم یرضوا بحکم عبدالله ابن عمر فکونوا مع الذین فیهم عبدالرحمن واقتلوا الباقین -

حضرت عمر نے صہیب سے ارشاد کیا کہ تین دن تک لوگوں کو نماز پڑھائیں - اور ان چھہ آدمیوں کو جن میں امر امامت منحصر کیا گیا ہے ایک مکان میں داخل کر کے اونکے سروں پر کھڑے رہو پس اگر اون میں سے پانچ آدمی باہم اتفاق کریں اور ایک شخص اختلاف کرے تو اوسکا سر اوڑا دو اور اگر چار شخص متفق ہوں اور دو آدمی انکار کریں تو اون دونوں کے سر کاٹ ڈالو اور اگر تین آدمی ایک رائے پر ہوں اور تین ایک رائے پر تو فیصلے کیلئے عبداللہ بن عمر کو حکم قرار دو اور اگر یہ لوگ عبداللہ بن عمر کا حکم ہونا منظور نہ کریں - تو جس گروہ میں عبدالرحمان بن عوف ہوں اوسکو اختیار کر کے باقی اشخاص کو قتل کر دو

تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے کہ

هو اول من اخذ زکوة الخیل و اول من ضرب فی الخمر ثمانین واول من حرم المتعه

حضرت عمر پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے گھوڑوں کی زکوۃ وصول فرمائی۔ اور شراب پینے پر ۸۰ کوڑے لگائے اور متعہ کو حرام کیا۔

مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

کہ تعلیم کردہ بود آنحضرت صلعم حذیفہ را صفات نفاق و دانندہ بود ذوات اشخاص منافقان و اسماء ایشاں را کہ کدام اند۔

آنحضرت نے حذیفہ کو نفاق کی پہچان اور منافقوں کے نام بتادئے تھے احیاء العلوم میں ہے

وفی الاحیاء کان یسأل عمر رضی اللہ عنہ حذیفہ ویقول انت صاحب سر رسول اللہ فی المنافقین فهل تری علی شیئا من اثار النفاق۔

کہ حضرت عمر حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ اے حذیفہ تم منافقوں کے جاننے میں رازِ رسول اللہ کے راز دار ہو۔ مجھ میں تو کوئی علامت نفاق کی نہیں پائی

الفاروق حصہ دوم میں شمس العلماء شبلی نعمانی لکھتے ہیں

حضرت عمر تمام مدت خلافت میں ایک دفعہ بھی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے

الفاروق حصہ دوم شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ

بدلی کیوجہ سے آفتاب چھپ جانے کا دھوکا ہوا۔ آپ (حضرت عمر) نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر بعد آفتاب نکل آیا۔ لوگ متردد ہوئے حضرت عمر نے فرمایا الخطب یسیر و قد اجتھدنا یعنی معاملہ چنداں اہم نہیں ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے تھے۔